کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء
یعنی مثل پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ زمین میں ہی اور شاخیں آسمان میں

ضمیمہ پیکرِ شرونشر

شیدائی میں اپنی جبہہ سائی کا ہوں — اک قطرہ میں بحر آشنائی کا ہوں
ہی صحن چمن کو ناز نقشِ پا پر — آئینہ میں کس کی آشنائی کا ہوں

مسمیٰ بہ

مرآتِ ناصر نما

حصہ اول

یعنی مختصر

سوانح ناصر میاں رحمۃ اللہ علیہ

کہ جس میں

حضرت مولانا مولوی محمد شفیع خواجہ ناصر کے کچھ مقالاتِ علمیہ کمالات وہبیہ یعنی جگرپارہ ہائے ناصری کی اصل تصویر پیش کر دی تاکہ ناظرین جمیع ملاحظہ فرما کر صاحب تذکرہ کے متعلق رائے قائم کرلیں نیز شہر سہارنپور کی آبادی کا سبب اور وجہ تسمیہ راہیو منہاران محلہ محل انصار کی سچی حقیقت و قاضی حافظ عبدالرشید صاحب تھانوی کی خاندانی مختصر اور نایاب واقع پر بھی روشنی ڈالی ہے

جس کو آپ کے خلف الصدق

حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت سیف الملت ابوالغفران حضرت مولانا خواجہ شاہ فیضان احمد صاحب خواجہ انصاری مدظلہٗ نے تالیف فرما کر

برقی الکٹرک پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

بار اول ۵۰۰ — قیمت فی جلد ۴/ — از جامع

انتساب

لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

اس سلسلہ میں خاص طور پر میں برادرم جان لیاقت پرچی منشی شفیق احمد صاحب انصاری سہارنپوری و مخدومی مولوی حشمت علی صاحب بریلوی (جو ایک کہنہ مشق انشا پرداز ہیں) و منشی محمد صدیق صاحب فریدپوری و جناب مرزا غلام مجتبیٰ بیگ صاحب ناصری رئیس دہلی و مولوی سید انتظام علی صاحب کا ممنون احسان ہوں کہ انھوں نے اپنی غیر معمولی علم دوستی اور بے لوث ہمدردی کا وقتاً فوقتاً ثبوت دیا

عمران دراز باد کہ تا دور مشتری
ما از تو برخوریم تو از عمر برخوری

کمترین خلائق ابو الغفران عاجز مسکین فیضان احمد انصاری عفی عنہ حصل اللہ مرادہٗ

اس کتاب میں سات سو سال بیشتر کی اردو زبان میں سہلنوں کی مستند قدیم تاریخ بھی درج ہے

کتاب ہذا و نیز دیگر مصنفہ حضرت خواجہ ناصر کے ملنے کا پتہ و ہدایات متعلقہ

جواب طلب امور کیلئے کارڈ یا لفافہ مع پتہ کے آنا چاہیئے - بیرنگ خط واپس ہوگا
بعض حضرات کتاب کی قیمت کے ٹکٹ روانہ کرتے ہیں لیکن محصول ڈاک کے ٹکٹ نہیں رکھتے
حالانکہ محصول ڈاک کے ٹکٹ رکھنا بھی ضروری ہیں - فرمایش کیوقت اسکا ضرور خیال رکھنا ہیں
ایکروپیہ (عہ) سے کم کا وی پی کرنے میں کتبخانہ کا کوئی نقصان نہیں لیکن خریدار کا بلا
نقصان ہے - اسلئے ٹکٹ بھیجنے میں فائدہ رہے گا

پتہ

ناظم فیضان منزل ناصری سردامیو کمنہاران ضلع تھانہ بھون محلہ انصاری

ضمیمہ مرآت ناصر

نمبر ۱ حاشیہ متعلق صفحہ ۹۹

یا ناصر

مشتے نمونہ از خروارے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رباعی ناصر

اخلاق و خصال انبیاء در یاب	اطوار و جلال اصفیاء در یاب
غافل مشو از پنجۂ گرگ شیطاں	آں چوپبانِ اولیاء در یاب

والد بزرگوار حضرت ناصر الاسلام ابو الفیضان مست جامِ عرفاں الفاضل الکامل مولانا مولوی شاہ محمد شفیع صاحب خواجہ ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ کا معقول و منقول ادب و فلسفہ علم و فضل ظاہری و باطنی تحریر و تقریر نظم و نثر سخن گوئی ہر دلعزیزی خلق و زہد و القا شوق و ذوق مشہور ہے محتاجِ بیان نہیں۔ نیز آپکی تصانیف کثیرہ سے ظاہر ہے اپنی کوائف کے مرقع خود اپنے کلام میں کھینچتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ؎

روشن از فرزندِ قابل میشود نامِ پدر	نامور سازد بعالم مصرعۂ رنگیں مرا

قطعۂ سوانحِ حیات

در زمندم تا سر از خوابِ عدم برداشتم	پنبہ بر داغِ جگر از شیر مادر داشتم
تا شدم محوِ تماشا بیت ندیدم خویش را	مدتے آئینۂ دل در برابر داشتم

استغنا

از برائے گنجِ قارون رنج چون ناصر برم	من درونِ سینۂ خود گنجِ عرفاں یافتم

الفقر فخری - رباعی ناصر

کوسِ سلطانیٔ ما آہِ سحرگاہیٔ ما — گلِ زخمِ سرِ ما چترِ شہنشاہیٔ ما
کارِ ہر کس نبود بادیہ پیمائیٔ عشق — آب گردد جگرِ شیر بہمراہیٔ ما

رابطۂ وحدت - لا معبود الا اللہ + لا موجود الا اللہ + لا مقصود الا اللہ

نہ ہوائے خلد باشد نہ وصالِ حور ما را — تو اگر بہ بر نہ باشی نہ بود سرور ما را
نہ بکعبہ اش تسلّی نہ ز طوفِ دیر تسکیں — بدرش مگر شکیبد دلِ ناصبور ما را
نرسد فراغِ شاہاں بفراغِ ما فقیراں — نہ ز ماتم است ماتم نہ ز سُور سُور ما را
بحیاتِ خضر نتواں رہِ عشق قطع کردن — فلک از درت فگندہ چہ قدر بدور ما را
ز شکستہ رنگیٔ ما ہمہ ظاہر است ناصر — بتو عرضِ حال کردن نبود ضرور ما را

ضابطۂ ناز

(لہٗ)

تا جدا را اہلِ چشتم بر مرادِ اہلِ دل — منکہ خوانم خویش را درویش بیہودہ سرم
ناصرا افسانۂ من طول دارد در سخن — مختصر گویم بتو من عاشقِ پیغمبرم

مشرب و ملت

بلبل ہستم کہ گلشنم عرفان است — صلصل ہستم کہ سروِ من جاناں است
از دم بزنم نعرۂ یاہو ہر دم — مستم من و میخانۂ من قرآن است

(ولہٗ)

بگذار کہ من گزیدام ملتِ عشق — عشق است رسولِ من و من امّتِ عشق
برگشت ز دیر و کعبہ روئے دلِ من — زین پس من و آستانۂ حضرتِ عشق

(ولہٗ)

صابری و قادری ہستم قلندر مشربم — مذہبِ من حق پرستی بیخودی جانِ من است
از جائے دوزخ و بیمِ سقر وارستہ ام — می پسندم ور پسندش ہر چہ شایانِ من است
یا محمدؐ ناصرم ادنےٰ غلامِ درگہت — کیست کو جز تو بچشمِ لطف پرسانِ من است

عقیدت و ارادت

(رباعی)

اصحابِ حبیبِ حق کا شیدائی ہوں — آلِ نبوی کا دل سے سودائی ہوں
مذہب میں مرے فرض ہے حبِّ حسنین — تفضیلی ہوں میں اور نہ تبرّائی ہوں

فیضان واسطہ

ماکان اللہ کان اللہ لہ

رباعی

تو ہی اگر اُس کا کُل جہاں تیرا ہے
کُھل جائے جو تجھپہ رازِ فی انفسکم
یہ کون و مکان کُن و فکان تیرا ہے
کیا شے ہے زمیں خود آسماں تیرا ہے

درس معرفت

عرفان کے قدح سے دِلکو سیراب بنا
ہردم تیرا شغلِ ضربِ اللہ ھُو ہو
ہو طبع اگر فسردہ سیماب بنا
ہر سانس کو تارِ دل کو مضراب بنا

تعلیم نماز

سجدے میں نظر نظارہ افروز رہی
ہر موئے مژہ ہو سوزنِ چشمِ ہوس
غفلت کا جو پردہ ہے دوئی سوز رہی
بیفائدہ ہے اگر نہیں دوز رہے

تنبیہ و تحریص نماز روزہ

دل میں جو نہ خاص الفتِ باری ہے
دو ایک خدا کو رکھو دشمن کی اُمید
یہ صوم و صلوٰۃ سب ریاکاری ہے
مذہب میں خلوص کی یہ بانگواری ہے

درس عبرت

تربت میں نہ کمبل نہ دوشالہ ہوگا
کیوں قصر بنا رہا ہے پختہ اکدن
لاشہ ترا خاک کا نوالا ہوگا
مٹی کی حویلی کا حوالہ ہوگا

رباعی

ناصرؔ زرہی چشمِ حقیقت در باب
گوئیم بتو حقیقتِ دنیا چیست
بنیادِ زمانہ ہمچو نقش است برآب
بیداری یک لحظہ و باقی ہمہ خواب

بیوفائی علائق دنیا

رباعی

جو دوست تھے اُن میں بیوفائی پائی
پایا نہ کدورت سے کسیکو خالی
جو یار تھے اُن میں کج ادائی پائی
دُنیا میں محبت کی صفائی پائی

حاسد سے

خطاب

حاسد جو حسد کرتا ہے وہ واہی ہے
للہ کوئی رحم کرے اُسپہ ذرا
دل اُسکا فضول صرفِ جانکاہی ہے
کہتا ہے کہ مجھکو بغضِ للہی ہے

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

اے ناصر خود رفتہ ببین ایوان را — بر تختۂ خاک ہیں سر سلطاں را
ہستی تو اگر طالبِ عرفانِ وجوب — ہیں ہستیِ خود زا ہبین امکاں را

دُعاء

رباعی

قزاقِ اجل کا جبکہ آکر ٹوٹے — سر رشتۂ عمر جبکہ تن سے ٹوٹے
یارب بطفیلِ آلِ پاکِ احمد — پنجہ سے نہ پنجتن کے پنجہ چھوٹے
اے در طلبِ ذاتِ تو پیر و برنا — مجھ تو دلِ مومن و گبر و ترسا
ظاہر کہ بدستِ ماست صافش کردم — باطن کہ بدستِ تست تو صاف نما

یہ مشتے نمونہ از خروارے بطور امثال کے اشعار ہیں جو اس احقر کے زبان زد تھے اور تلاش کے بعد تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کی حقیقی کیفیات دیکھنا منظور ہیں تو اردو میں مثنوی فغانِ ناصر۔ قصیدہ پُر درد و شوق۔ خزینۂ رحمت ترانۂ ناصر۔ دیوان نعتیہ ناصر۔ نغمۂ عشق۔ مکتوبات ناصری فارسی۔ کلیا فارسی کلام معشوق حقیقی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس لئے کہ فن سخن میں فی البدیہ ایک ایک نشست میں سات سات سو اشعار لکھے ہیں ان واقعات کا صحیح پتہ آپکی سوانح حیات سے چلے گا۔ اس مختصر میں گنجایش نہیں۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شاعر کو خبط ہوتا ہے بفضلہ مجھے ربط ہے۔ آپکا غالب حصۂ عمر عبادت الٰہی میں دوئم درجہ وعظ و پند و تعلیم و تلقین میں سوم درجہ اوّل تصنیف و تالیف میں گزرا۔

رباعی

از اہلِ کمال پُرس شانِ ناصر — ہیں از نظرم جہانِ جانِ ناصر
خواجہ چہ سخن ز فیضِ فضلش رانم — صد نعمتِ فن بود بخوانِ ناصر

حلیہ شریف آپکا مجسمہ پیکر الٰہی کا نمونہ تھا۔ نہایت شکیل و جمیل۔ سر پر تا بُن گوش کبھی تا دوش گھونگھر والے بال رہتے تھے قد میانہ تھا جسم سڈول۔ آنکھیں سُرخ ڈورے دار بڑی خوشگوار خلق محمدی کا صحیح نمونہ تھے اور اہل حق کیطرح صاحب ہیبت و جبروت معلوم ہوتے تھے۔ ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ آنکھ ملا کر بات کر سکے خلوت پسند تھے ملاقات کے عام اوقات نہ تھے۔ اپنے اوراد و اشغال کے اوقات میں کسی کے آشنا نہ تھے رمضان المبارک میں عموماً معتکف رہتے اور مجاہدہ شاقہ کرتے اور مسرور رہتے اکثر رمضان میں صبح کو وعظ بیان فرماتے تھے۔ لباس میں ہمیشہ سیاہ الپین

ذوقِ شعر و شاعری

حضرت کی شعر گوئی کا اندازہ ان کے کلام سے ہوگا

حلیہ شریف

کا مُغلئی پاجامہ۔ عالمانہ وضع کا بلا قید رنگ کرتا اُس پر سیاہ چوغہ قیمتوں لگا ہوا چگر گوشیہ کا مدا ٹوپی موسم سرما میں سبز پلمینہ کا صافہ زیب تن رہتا تھا۔ علماء و فقراء اور رؤسا و شعرا غرض دینی و دنیوی ہر مجلس میں آپ آزادانہ اپنے معمولات و رنگ کا لحاظ رکھتے ہوئے پائے گئے ہیں۔

کثرت میں وحدت۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ مُّحِیط

ممکن کو ہے گزارِ عدم سے نسبت ‏— واجب کو ہی فرخارِ قِدم سے نسبت
دونوں کا ملا ہی۔ رنگ ہم میں ناصر ‏— اس واسطے ہی دیر و حرم سے نسبت

سفر در وطن و خلوت در انجمن

خلوت میں جو ہی وہ انجمن میں بھی تو ہی ‏— صحرا میں جو ہی وہی چمن میں بھی تو ہی
کیوں ترکِ وطن کریں طلبگارِ حق کی ‏— جو ترکِ وطن میں ہی وطن میں بھی تو ہی

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

ہفتاد و دو ملت سے میں بیگانہ ہوں ‏— اُس چشمِ سخن گو کا اک افسانہ ہوں
نے نورِ حرم نہ ظلمتِ کفر سے کام ‏— شمعِ بزمِ احد کا پروانہ ہوں

المختصر آپ اس شعر کی دلکش تصویر تھے ؂

بر کفے جامِ شریعت بر کفے سندانِ عشق ‏— ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

سرکارِ احدیت میں رسالت پناہ قومی حالِ زار پر دو آنسو

حبذا صلے علیٰ تیرے قدم کی برکت ‏— حرمِ عالمِ کثرت ہے حریمِ وحدت
تیری عزت میں ہی اللہ غیور کی صفت ‏— تیری تحریک کی قبضہ میں ہر قدرت
آخر امتِ بیکس کی خبر لے للّٰہ ‏— وقت امداد ہی اے حامیِ دین و ملت
اُٹھ کہیں فتنۂ دوراں کے بٹھانے والے ‏— بدلے بلبل کے چمن میں ہی غراب بدعت
فتنۂ کفر کو کر گلشنِ اسلام سے دور ‏— دم قدم میں ہی تیرے فتنہ کشی کی عادت
کوئی بیچوں نہیں قسمت سی بجز حسرت و یاس ‏— کوئی ہمدم نہیں شومی سی سوائے شماتت
لاتحزن و قُم کی صدا پہلے قیامت سی سُنا ‏— آہ کہیں رشکِ مسیحا کہ ہی وقتِ رحلت
ضعف سی قوتِ اسلام کے دل تنگ آیا ‏— رحم فرما کہ ہی در پیش ہجومِ کربت
نہ تو ایماں کا پتہ ہے نہ مسلمانی کا ‏— ہی فقط نام کو اسلام کی باقی صورت
نہیں میخانۂ توحید میں کوئی بدمست ‏— دیکھتا ہوں جسے ہی مستِ شرابِ نخوت

بامری لباس

بامری محبت

بامری اصلاح قوم کا جوش

نہ وہ عرفاں کے ترانے نہ وہ اخلاص کے رنگ
صدفِ دہر میں ملتا ہی نہیں گوہرِ خیر
جسکو دیکھو ہے فقط خود غرضی کا شیدا
عطرِ تہذیب کی جا بے ادبی کی بدبو
ہائے وہ غیرتِ اسلام کہاں جا کے چھپی
جسکا میخانۂ تخلیق میں تھا غُل کل تک
ہے کدھر جوشِ اخوت کا مسلمانوں میں
جسکے مدہوشوں کو تھے ہوش ربا افسانہ
شکوۂ بیدادِ جہاں کا ہے عبث اے ناصرؔ
عرض کر خدمتِ اقدس میں بصد عجز و نیاز
مجھپہ ہو تیرا کرم تجھپہ دو عالم کا درود
دل سے شیدا ہوں ترا اور ترے یاروں کا
مخلصوں پر ہو مرے ظلِ کرم تیرا مدام
تری امت کو مبارک ہو رحیقِ کوثر
عرض اب داورِ داد اسے کر کچھ ناصرؔ
سخت مجرم ہے الٰہی تیرا بندہ ناصرؔ
ہوں گنہگار مگر تیرے نبی کا مداح
کر قبول اپنے کرم سے یہ دعائیں میری

چشمِ نظارہ ہے نظارہ فروزِ بدعت
وسعتِ شر سے ہوئی حسنِ عمل کی قلت
نہ حیا ہے نہ حمیت ہے نہ شرم و غیرت
کاسۂ سر میں جھلکتی ہے شرابِ نخوت
جس کے نعروں نے ہلا دی تھی جہاں کی قوت
ساقیا آج کدھر ہے وہ شرابِ وحدت
ہے کہاں صحبتِ خالص کی مصفا خلوت
لے اڑا کون سبوئے دل وہ رحیقِ سنت
خواہشِ داد ہے گر سوئے طیبہ ہجرت
ایک شعر کہ اسمیں ہے عجب کیفیت
مجھپہ ہو تیری نظر تجھپہ خدا کی رحمت
مجکو محبوب ہے تو اور تیری سب عترت
دشمنوں پر مرے ہر دم ہو خدا کی لعنت
منکروں پر ترے جاری رہے حکمِ تبت
کہ وہاں کن فیکن کا ہے جہانِ قدرت
دے اوسی بہرِ نبی دونوں جہاں کی عزت
ہوں سیہ کار مگر عاشقِ نورِ سنت
واسطے سیدِ کونین کے ربُّ العزت

رُباعی

جو حُبِّ خدا کو گنجِ گوہر سمجھے
ناصرؔ وہ زُلفِ غیر کو شکلِ اژدر سمجھے
برتر اوسے جان برتروں کی صف میں
برتر ہو کر جو خود کو کمتر سمجھے

(رباعی کنز مخفیہ) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (دیگر)

ہے میرے قلم بہ نائے شاخِ طوبیٰ
ارواحِ ملائکہ کو ہے چرخ پہ رقص
نیرنگِ سخن ہے رنگ بہ رنگ معنیٰ
ہے میرا کلام کنتُ کنزاً کی صدا

درحقیقت انسان کی زندگی (کنوزِ مخفیہ) کائنات کا سب سے پوشیدہ راز ہے۔ انسانی شخصیت کو سمجھنا اور سمجھکر دوسروں کو سمجھانا بہت ہی دشوار کام ہے۔ اس لئے حضرت کے مقالاتِ علمیہ

حضرت ناصر کے مقالات علمیہ و کمالات وجدیہ

قلبِ انسانی کنزِ مخفیہ ہے کائنات کا سب سے پوشیدہ راز ہے

علوِ مرتبت

وکمالاتِ وہبیہ کی اصل تصویر یعنی جگر پارہائے ناصری پیش کردئے کہ ناظرین صاحب تذکرہ کے متعلق حسب فہم اُن کے علوِ مرتبت کا خود اندازہ لگالین گے۔

ظہورِ قدسی

ظہورِ قدسی۔ آپ ۲ر صفر المظفر ۱۲۷۴ھ بروز جمعہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں بضلع سہارنپور قصبہ امبیٹہ منہاران میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام ضیاء شمس احمدی والد بزرگوار کا رکھا ہوا نام ناصرالدین احمد کنیتِ ابوالفیضان لقب ناصرالاسلام (و ناصر میاں) مشہور و معروف مولوی محمد شفیع خواجہ ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المختصر بحرِ حیات کی بے پایاں امواج میں ساحلِ شہود کو ٹکراتے ہوئے جب آپ رفتہ رفتہ بندرگاہِ عدم پر پہنچے تو وہ مقام شہر بریلی کی زمینِ مقدس تھی۔ جس میں خود ایک دوست کی تعزیت کو تشریف لے گئے تھے (یہ واقعات طویل اور پُر اسرار ہیں اسلئے نظر انداز کرتے ہوئے پہلے) یہیں یہاں کے یگانۂ دوراں علامۂ زماں حامیِ سنت ماحیِ بدعت حاجی حافظ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ کی وسعتِ اخلاقی عرض کردوں۔ آپنے خلقِ مجسم بنکر وہ حقِ دوستی و رفاقت ادا فرمایا کہ باید و شاید۔ بارک اللہ فی مقاماتہ۔

اعلیٰ علیین کیطرف پرواز روح ہونے سے پہلے اعلیحضرت (لقب مولانا بریلوی) مضطربانہ حالت میں پیادہ پا تشریف لائے۔ کچھ دیر آپسمیں رموز و تواضع کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی اثنا میں والد صاحب قبلہ نے عاجز کو طلب فرمایا۔ پھر حضرت کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہدیہ یادگارِ حسنہ فقیر کی آپکے سپرد ہے دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ صالحین کے زیرِ سایہ زندہ و قائم رکھے اور صاحبِ فیضِ محمدی کرے۔ آمین ۔

راز و نیاز

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

اسپر اعلیحضرت نے عاجز کو آغوش میں لیکر سینہ سے لگالیا اور دیر تک ایک خاص حالت طاری رہی۔ پھر حضرت مولانا ممدوح اور خود حضرت قبلہ والد بزرگوار اور جملہ حاضرینِ مجلس نے ہاتھ اُٹھایا اور دیر تک دعا ہوتی رہی۔ پھر اس عاجز کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کچھ سکوت فرمایا اس کے بعد اعلیحضرت کے ہاتھ میں عاجز کا ہاتھ دیدیا۔ پھر حضرت کچھ دیر قیام فرماکر اور آبِ زمزم اپنے دستِ مبارک سے پلاکر رخصت ہوگئے۔ اس دوران میں حکیم محمد جمشید علی خاں صاحب آختر علوی مدظلہ اور حکیم محمد ولایت علی خاں صاحب رئیس اعظم قصبہ آنولہ بھی تشریف لے آئے کچھ عرصہ بیٹھے رہے اُس وقت دوسرا تھا۔ حضرت نے دریافت فرمایا اب کیا وقت ہے۔ عرض کیا ساڑھے دس بجے ہیں۔ فرمایا۔ ایک گھنٹہ اور باقی ہے۔ میں تخلیہ چاہتا ہوں۔ مجمع علیحدہ ہوگیا۔ پھر ایک صاحب سے اپنی کتاب اور تسبیح اور بٹوا اور اپنے بازو کا تعویذ منگاکر عاجز کو عطا فرمایا۔ اور فرمایا کہ

یہ اس خاندان کی اور خصوصاً جدّ امجد خواجہ شاہ محمد امام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نعمتِ عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ صرف اس دوران میں حضرت حاجی میاں صاحب (بڑے مرزا صاحب کا لقب) نے شہد اور آبِ زمزم تو دیا ہے ورنہ گفتگو بند فرما دی تھی۔ اور گویا یہ ترانہ شروع ہو گیا تھا۔ غزل وداعیہ ناصر؎

الوداع ای جسم ای جان الوداع میروم در بزمِ جاناں الوداع
گلشنِ اصلی مرا آمد بیاد الوداع اے باغ و بُستاں الوداع
موطنِ اصلی مرا شد جلوہ گر الوداع اے جملہ اوطان الوداع
میروم اندر غیوبِ الغیبِ عشق الوداع اے دوستداراں الوداع
الوداع اے نازنین زیبا پسر الوداع اے نورِ چشماں الوداع
کامِ خود را ناگرفتہ زاں دہن داغہا بردیم بر جاں الوداع
چند روزے بودم اندر صحبتت الوداع ناصر غزلخواں الوداع

یہاں تک کہ دن کے ساڑھے گیارہ بجے اور وہ نورِ مجسم بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۸ء بروز دوشنبہ راہی ملکِ بقا ہوئے ؎

رفت آں طاؤسِ عرشی سوئے عرش چوں رسید از جا بلا نشں بوئے عرش

اور یہ عاجز یہ کہتا ہوا رہ گیا ؎

چہ دیدی از منِ مسکین چہ دیدی کہ ہمچوں آہوئے وحشی رمیدی
کشیدم جان و دل بہرِ بشارت چرا دامن تو از من برکشیدی
چو مرغِ روح از پیشِ دو چشم چرا اے طائرِ قدسی پریدی
اگر مقصودِ تو کشتن مرا بود بمقصود اے لقا کیشم رسیدی
جمالِ خویش پنہاں کردی از من ز من بد کاری اے نیکو چہ دیدی
بدہ ترپا قسم از لعلِ لبانت چہ دل از مارِ زلفِ خود گزیدی
ز تیرِ الفتش اے خواجہ مسکین بحمد اللہ کہ تو ہر دم شہیدی

مَیِّتُ الغُرْبَۃِ شَہِیْدٌ۔ مسافرت میں حادثۂ موت پیش آنا طفلی شہادت ہے۔ آپکی رحلت کی خبر آناً فاناً میں برقی کرنٹ کی طرح تمام شہر میں پھیل گئی اور سارا شہر اُمنڈ آیا جب حضرت مولانا بریلوی کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو فوراً معہ اپنی مقدس پُرشکوہ جماعت کے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ یہ آخری خدمات غسل و تجہیز و تکفین یہ فقیر اپنے ہاتھ سے

انجام دیگا۔ اور صاحبان اسکی تکلیف نہ فرمائیں۔ یہ فرما کر واپس ہوگئے۔

مسلمانانِ بریلی کا ایثار

اسلامی دنیا حضراتِ بریلی کے اس ایثار پر ہمیشہ ناز کریگی۔ کہ حضرتؒ کے مسئلہ تدفین پر ان میں سخت کشمکش تھی۔ ہر گروہ کا یہی شوق تھا کہ یہ کوکبِ دُرجِ سعادتِ ناصری ہمارے ہاتھ لگے۔ آپکی دائمی مہمانی کا شرف ہمیں حاصل ہو۔

ہمائے اوجِ سعادت بدام ما اُفتد ۔۔۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما اُفتد

چنانچہ حضرت کے میزبانِ حقیقی عاشقِ صادق حافظ حاجی مرزا غلام حیدر بیگ صاحب وحافظ مرزا غلام حضرت بیگ صاحب رئیس بریلی ہر دو برادران نے سب سے پہلے اپنا باغ پیش کیا۔ مگر اکثر عمائدین نے اسکی مخالفت کی (کہ یہ جگہ اہلِ حق کے لیئے موزوں نہیں۔ پھر بڑے مرزا صاحب موصوف نے اپنا مردانہ مکان پیش کیا۔ کہ میں اسکو خانقاہ بنا کر وقف کردونگا۔ اسی دورانِ گفتگو میں ایک ممتاز رئیس حاجی محمد قاسم سرحلقۂ پنجابیان و شیخ حافظ عبد الغفار صاحب و حافظ شیخ محمد شفیق صاحب سربرآوردہ تجارِ بریلی (مالکانِ حسین باغ) غرض ایک مُقتدر جماعت نے آگے بڑھکر نہایت پُر جوش لہجہ میں فراخ حوصلگی سے فرمایا کہ ؟ اس جگہ بھی تنگی وغیرہ کا احتمال ہے۔ "حسین باغ" پُرانا ممتاز و متبرک اور وسیع مقام ہے اس کے لئے وہ جگہ موزوں ہے جس قدر زمین کی اس کے لئے حاجت ہوگی ہم اس سے سوا خانقاہ ناصری کے لئے وقف کردینگے۔ اس ایثار و قربانی پر ایک بڑے مجمع سے صدائے مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوئی۔ چنانچہ حسین باغ میں قبر تیار کرنے کے لئے آدمی بھیج دیئے گئے۔ اور جگہ تجویز ہو کر قبر تیار ہو گئی ...... اسی عرصہ میں جناب مرزا نظیر بیگ صاحب نائب تحصیلدار اور ڈپٹی واحد علی صاحب و سید محمد مہدی مختار صاحب وغیرہ (مسجد نومحلہ کے ترقی کُناں) حضرات تشریف لائے۔ مسئلہ تدفین پر گفتگو کر کے یہ فرمایا کہ ہمارے نزدیک حضرت مولانا کے لئے مسجد نومحلہ زیادہ بہتر و موزوں ہے۔ کہ یہ جگہ وسط شہر ہی مقدس ہی نیز خود حضرت کی پسندیدہ ہی۔ (کہ موجودہ شعبان ۱۳۲۶ھ جو اس مسجد میں عامۃ الناس بریلی کے انتہائی اصرار پر حضرت نے وطن سے تشریف لاکر یہاں اک لاتعداد مجمع میں بصورت میلاد شریف حقایق و معارفِ الٰہیہ و عشقِ نبویہ میں تقریر فرمائی تھی۔ تو اس کے بعد مزارات پر تشریف لاکر فاتحہ پڑھی اور مراقب ہوئے۔ پھر گریبانِ قلب سے سر اوٹھا کر یہ فرمایا ؟ "واہ جی واہ جی واہ جی۔ بڑی فضا کی جگہ ہے فقیر کے رہنے کی جگہ ہے" اور اسی شب حضرت نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ مسجد نومحلہ میں ایک بزرگ (غالباً حضرت شاہجی باباؒ) فرماتے ہیں کہ مولانا آپ کا بیان ہمیں بہت پسند آیا۔ ہم نے خدا سے دعا کی ہے کہ آپ ہمارے پاس آجائیں۔ یہ واقعہ اور دوسرا یہ دیکھا کہ میں کلیر شریف میں اپنے شغل و اوراد میں مصروف ہوں کہ حضرت مخدوم صاحبؒ قبر شریف

سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ مولوی صاحب تمہارا وظیفہ ہمیں بہت پسند آیا۔ اب تم (اپنی قبر شریف کے اندر کا اشارہ فرما کر کہتے ہیں کہ) یہاں آجاؤ حضرت نے اپنی اہلیہ اور منشی دوست خاں صاحب مختار مظفر نگری سے بیان کر کے فرمایا تھا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر کا وقت رحلت قریب ہے۔ جس پر دونوں کھٹکے مگر یہ جواب دیا کہ یہ تو آپکے ترقی و مقبولیت پر دال ہیں) یہ جگہ متفقہ طور پر سبکو پسند ہوئی۔ ساتھ ہی یہ رائے ہوئی کہ اعلیحضرت (مولانا بریلوی کا لقب) تشریف لا رہے ہیں اُن سے بھی رائے لے لیجئے۔ اسی اثنا میں حضرت تشریف لے آئے اور یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ اس کو آپ نے بھی بہت مستحسن فرمایا۔ حضرت حاجی میاں صاحب (بڑے مرزا صاحب کا لقب) نے یہاں تمام سامان متعلقہ تجہیز و تکفین فراہم کر رکھا تھا۔ اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ادہر حضرت ممدوح نے نہایت اعزاز و اکرام و احترام شریعت غرّا و ملّت بیضا کے ساتھ غسل و تکفین سے الفراغ حاصل کیا (اسمیں بجز آپکے اور آپ کے بھائی صاحبان و صاحبزادے کے اور کوئی صاحب شامل نہ تھے) اُدہر مرزا نظیر بیگ صاحب مذکور الصدر و خلیفہ اشفاق حسین صاحب و مولوی سیّد نثار علی و سید انتظام علی وغیرہ صاحبان حضرت قبلہ سیّد مجوّ میاں صاحب (سادات نو محلہ کی گرامی گوہر جو اس زمانہ میں علیل تھے) کی خدمت میں تشریف لے گئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت موصوف نے خبر انتقال پر انتہائی اظہار افسوس اور نو محلہ میں دفنانے کے مشورہ پر نہایت درجہ اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا

ع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست۔ آج شب کے خواب سے میں متفکر تھا کہ غالباً میرا وقت آگیا ہے مگر اس کی تعبیر یہ تھی (گھر میں خواب دیکھا ہے کہ ہم سب مسجد نو محلہ میں ہیں اور حضرت شاہجی بابا صاحب تشریف فرما ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ان مہمان کا بستر ہمارے قریب یہاں لگانا) خود بنفس نفیس مسجد نو محلہ میں تشریف لا کر قلب مسجد میں حوض کے سامنے جگہ تجویز فرمائی۔ قبر کا کام شروع ہو گیا (حسین باغ بھی دیکھنے کے لئے آدمی بھیجدیا گیا) اسی عرصہ میں کچھ انجام بیں مقتدر (ڈپٹی واحد علی و مرزا نظیر بیگ وغیرہ) حضرات مسجد نو محلہ میں تشریف لائے اور اس جگہ کو بھی (عرس و سماع و عمارات و زائرین کی تنگی کا خیال ملحوظ رکھتے ہوئے) بند کر دیا گیا۔ اور موجودہ مقام (جو حضرتؒ کا پسندیدہ اور حضرت شاہجی باباؒ کا فرمودہ تھا) تجویز کیا گیا۔ بالآخر یہ دولت جسدِ ناصری زمین مسجد نو محلہ بریلی کے حصّہ میں آئی ۵

نہ کس مید ہاند نہ کس میدہد	خدا مے دہاند خدا مے دہد

(حافظ شیخ نور الحسن صاحب و سیّد انتظام علی صاحب کا بیان ہے کہ چند بار حضرت قبلہ سیّد مجو میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی حضرت مولانا کے سرہانے قدیم سہ دری بنی ہوئی تھی جس کی بنیادیں مدفون موجود ہیں اسپر میری حیات [illegible] بنوا لو تو [illegible] ہو۔ مگر اس وقت ہمارے حضرات خواب خرگوش میں تھے۔ وہ وقت اور وہ حضرات خیر القرون سے خلق محمدی کی سچی تصویر تھے۔ اب وقت اور ہے خیر ۵ سر بخط فرمانِ قضا رہ ۔ ناصر بس راضی بہ رضا رہ)

جنازۂ اقدس پر سبز پشمینہ کی رشمین کامدار چادر پڑی ہوئی تھی جسپر پھولوں کی بے شمار چادریں عجیب شان پیدا کر کے زائرین کے دل و دماغ کو تازہ کرتی ہوئی اہل جناں کے لباس کا نمونہ دلکش دکھارہی تھی۔ ناصرؔ ؎ یہ مزارِ مرشدِ پاکاں بیا زاہد ببین ✦ میچکد چوں ابرِ نیساں از در و دیوارِ فیض شامیانہ جنازہ پر تنا ہوا تھا۔ اہل حق ہجوم در ہجوم توحید رسالت کے ترانوں میں محو در محو و سہو در سہو تھے۔ کاروبار چھوڑ چھوڑ کر روزِ عید کیطرح منہ میں روزہ۔ دل اور قدموں کی رفتار میں شوق بھرا ہوا زبان پر اللہ اللہ کہتے ہوئے ناصر میاں کی زیارت اور نماز جنازہ کے لئے جوق جوق چلے آتے تھے۔ بعض معذورین گاڑیوں میں سوار تھے۔ بعض کچھ ایسے حسرت و حیرت زدہ کہ جیسے کوئی ان کا دل نکال کر لے گیا ہو بعض اطراف سے نہایت درد بھری آہ و نالہ کی صدائیں بھی بلند ہوتی تھیں المختصر یہ کوکبِ ناصری کا جلوس رفتہ رفتہ شہر کی کثیر جماعت کو تسخیر کرتا اور سمیٹتا ہوا عشا کے قریب مسجد نومحلہ میں پہنچا۔ اور اک جم غفیر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی بہت دیر تک دُعا ہوئی۔ خود اعلیٰحضرت قبلہ امام تھے۔ بعد فراغت ارشاد فرمایا خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو اس سعادت سے بہرہ یاب ہوئے سبحان اللہ بڑے عابد و زاہد فقیہ و صوفی عارف باللہ و عاشق رسول اللہ تھے۔ تمام خوبیاں جمع تھیں۔ نوعروس حشیتی کی سیج کسی ہوئی زیب صحن گلستان ہے۔ زائرین کا ہجوم ہے اور یوں ترانہ بلند آہنگ ہیں ؎ دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہیئے ✦ جنت کی سیر سے ہے سوا اس مکاں کی سیر

قصیدہ مدحیہ از مداح الحبیب حضرت مولانا حاجی مولوی جمیل الرحمٰن خاں صاحب قادری رضوی بریلوی

طبیعت آج کچھ ایسی رسا ہے　　کہ خود اپنی زباں پر مرحبا ہے
صبا کیوں اس قدر اترا رہی ہے　　چمن میں کون غنچہ کھلا ہے
عنادل گا رہے ہیں کیوں ترانے　　یہ کیسا شادیٔ ہر شاہ و گدا ہے
یہ کس کے ساز و ساماں ہو رہے ہیں　　یہ کس کا آج باڑا بٹ رہا ہے
یہ کیسے شادیانے بج رہے ہیں　　یہ کیوں بابِ مسرت آج وا ہے
بڑھی حیرت تو یوں ہاتف پکارا　　کہ ناصر صابری دولھا بنا ہے
یہ فیضانِ جنابِ مصطفےٰ ہے　　کہ ناصر صابری دولھا بنا ہے
کدھر ہو میکشو دوڑو پیو مے　　میرے ناصر کا میخانہ کھلا ہے
علاؤالدین صابر کا گُلِ تر　　یہ نومحلہ کی مسجد میں کھلا ہے
ہر ایک تو خاک لیجاؤ یہاں کی　　کہ خاکِ آستاں خاکِ شفا ہے
کوئی اگر میری آنکھوں سے دیکھے　　کہ ناصر اس جگہ جلوہ نما ہے

ناصری منقبت میں تیرا ہونا مستحسن

براتی آرہے ہیں شور کرتے
کہ ناصر صابری دولھا بنا ہے

ہمیں اس صابری رنگت میں رنگدے
جو رنگِ صابری تجھ پر چڑھا ہے

ترا پیارا خدا تو حق کا پیارا
رسول اللہ کا تو لاڈلا ہے

ترے دربار میں آئے ہیں منگتا
تجھے معلوم سبکا مدعا ہے

طریقت میں شریعت کا تو پابند
ترا مشہور سب میں اتقا ہے

مسلماں ہیں ترے در کے بھکاری
وہ شیطاں ہے کہ جو تجھ سے پھرا ہے

نبی کی لعن اور قہرِ الٰہی
ترے دشمن کی قسمت میں لکھا ہے

مخالف کو بتاؤں کیا کہ ہوئے
میری نظروں میں تو جیسا جچا ہے

وہابی ورافض قادیانی
علاوہ اُن کے جو فرقہ نیا ہے

تری تلوار نے سبکو کیا قتل
تو بیشک ماحیٔ کفر و بلا ہے

ہے تجھ پر سایۂ فاروقِ اعظم
حمایت پر تری شیرِ خدا ہے

مرے مرشد کے حقمیں تو دعا گو
ہمیشہ ہر جگہ ہر دم رہا ہے

کچھ ایسے ہی سبب ہیں جن کے باعث
جمیل قادری تجھ پر فدا ہے

از فارسی مضمار سخندانی جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب تحسین بدایونی۔ شاگرد و خلیفہ حضرت ناصرؒ

خیالِ شیخ یوں دل میں بسا ہے
کہ ناصر ہر طرف جلوہ نما ہے

ہر ایک شے میں عیاں ہے جلوۂ یار
عجب وحدت کا ثابت مسئلہ ہے

طوافِ دل نہ کیوں دلسے کروں میں
کہ یہ کعبہ مرا قبلہ نما ہے

تعلق کیا ہے مجھکو ماسوا سے
مرا محبوب غیرِ ماسوا ہے

انا ناصر کہے اُٹھتا ہوں دم میں
بھرا دل میں مرے جوشِ فنا ہے

مروں کیونکر نہ میں سو جاں سے اسپر
فنا ہونے سے یاں ملتی بقا ہے

مئے الفت پیو دل بھر کے تحسین
کہ اس کا ہر کہیں پینا روا ہے

انشا روانی

حضرت کی منقبت میں آپ کا الف سے ی تک تختی وار منظوم رسالہ برزخ صغریٰ چھپکر شائع ہو چکا ہے جو قابل دید اور بہت ہی مفید ہے کہ حرف حرف سے عشق ٹپکتا اور اشتیاق برستا ہے طالبان حق کے لیئے رہبر ہے اس کے علاوہ اور بکثرت قصائد و غزلیات ہیں ایک کتاب منقبت میں منشی عبدالخالق صاحب و مولوی اشرف علی صاحب گنوری نے لکھی ہے جو طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیگئی۔

ایک عارف باللہ کا خواب

حضرت کے ہموطن بزرگ حاجی حافظ مولوی نور الحسن صاحب نے (کہ جامع مسجد قصبہ میں معتکف تھے) اسی شب خواب میں دیکھا کہ کسی خاص صدمہ سے یکایک جامع مسجد کا گنبد شہید ہوگیا صبح کو پریشان تھے کہ الٰہی خیر ہو۔ رکن اسلام فاضل اجل گنبد مساجد ہیں۔ دوسرے روز قصبہ میں حضرت کے وصال کی اطلاع پہنچی تو فوراً فرمایا افسوس بلاشبہ وہ گنبد مسجد ہی مبارک ہستی تھے۔ نیز حضرت حاجی مولانا مولوی محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں مدظلہ (چھوٹے بھائی مولانا احمد رضا خان صاحبؒ نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ میں ایک عالی شان مسجد میں ہوں اس کا ایک بہت بڑا ستون یکایک پاش پاش ہوگیا صبح کو بھائی صاحب سے بیان کیا۔ مولانا سنکر خاموش ہو گئے۔ جب حضرت کے وصال کی اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے اس کے علاوہ اور صالحین کے بہت واقعات ہیں جو بوجہ طوالت درج نہیں کئے جاتے۔ المختصر شب کے نو بج چکے ہیں تراویح ختم ہو چکی۔ اُفق مشرق سے چودھویں رات کا چاند (آسمانی حور کی طرح) ہمہ تن شوق بنا ہوا شب کی سیاہی کے شبگوں نقاب کو چہرہ سے اوٹھا کر گویا کسی اہل حق کی زیارت کو نو محلہ کی مسجد کیطرف بڑھا چلا آتا ہی ادھر گیس کے ہنڈوں کی جگمگاہٹ اور ہی کیفیت پیدا کر رہی تہی۔ کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ نے زبان فیض ترجمان سے اپنے منجھلے بھائی عاشق رسول اللہ مولانا مولوی حاجی حسن رضا خان صاحب رح کو ارشاد فرمایا ؟ کہ زائرین کا ہجوم زیادہ ہے قبر میں زیارت محال ہے اسوقت عام زیارت کے لئے چہرۂ اقدس کھولدو۔ چنانچہ حضرت مولانا نے تعمیل ارشاد کی۔ اور مجمع خلایق میں ایک ہیجان سا پیدا ہوگیا۔ زیارت ہونے لگی۔ حضرت نے مکرر ارشاد فرمایا۔ دیکھو عاشق رسول اللہؐ کے چہرہ کو اور چاند کو (اس نور بار جملہ کے ساتھ مجمع میں ایک اور قابل دید کیفیت پیدا ہوگئی۔ کہ ؎

نظر اون کی کبھی تھی مہ کے اوپر	کبھی تہی عاشق خیر البشر پر
مگر جو بات تہی حسن ولی میں	نہ تھی وہ چاند کی اس چاندنی میں
وہ ذ نکشس عالم حسن ولی تہا	کہ دل نکلا ہی پڑتا تھا ہر اک کا

اسی واقعہ کیطرف حافظ نجم الدین صاحب مرحوم ایک مدحیہ غزل میں یہ ایک شعر تحریر فرماتے ہیں ؎

ہاں یاد ہے وہ دن بھی جب چاند کھل رہا تہا　　　تہا فوق اُسپہ چہرہ ناصر میاں تمہارا

اسی وقت نعت خوانی شروع ہوگئی۔ مولوی سید نثار علی صاحب و مولوی سید انتظام علی صاحب نے خصوصاً حضرت کی جب یہ اشعار پڑھے (جو درحقیقت کرامت نما ہیں) ایک خاص کیفیت پیدا ہوگئی ؎

قتیل عشق حضرت ہوں شہید تیغ الفت ہوں　　　بجائے قل میری تربت پہ ذکر مصطفےٰ ہوگا

ہیں فنا عشق محمد میں ہوا ہوں ناصرؔ دیکھ میری تربت پہ بھی غلُ صلے علی کا ہوگا

ترجمہ ناصرؔ ز یار نگاہِ مستاں گشتہ است " خون من چشم سیاہ مستش زبس مستانہ ریخت

تدفین

اس کے بعد حضرت مولانا صاحب ممدوح نے اپنی ہمراہی اعزا کی مدد سے اوس پیکر نورانی کو سپردِ خاک کیا انا للہ وانا الیہ راجعون - پھر بہت دیر تک مصروف دعا و مراقب رہی جب گریبان قلب سے سر قدس اوٹھایا تو یوں ارشاد فرمایا - ؟ کہ اس فقیر نے فی البدیہہ قطعہ تاریخ وصال عرض کیا ہے - یہاں اس غرض سے بآواز بلند پڑھتا ہوں کہ خود صاحب مزار بھی سن لیں گے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

مصنفۂ جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

قطعات تاریخ وصال از حضرت رضا فاضل بریلوی

عالمِ عالی روش صوفیٔ صافی منش
چار دہم روزہ بود کان قمر چاردہ
رفت بیادِ حبیب گفت رضا سالِ نقل

کاسر نجدی جنود ناصر دینِ رفیع
گشت وزنہ خاک شد خاک نہ نور شفیع
بیادِ محمد شفیع بحر محمد شفیع

۱۳ ھ ۲۶

دیگر از مکرمی جناب منشی حافظ عمر دراز صاحب شائق سب اور سیر پنشنر صابری انبہٹوی مرحوم

از حضرت شائق انبہٹوی

عالم و فاضل و فقیہ و امام
صوفیٔ باکمالِ صدق و صفا
آفتاب سپہرِ دینداری
بلبلِ باغ حضرتِ صابرؒ
شاعر نکتہ دان فصیح و بلیغ
سعدیٔ وقت فخر خاقانی
خسروِ کشور سخن سنجی
یعنی ناصرؔ ولی ابن ولی
بود ماہ صیام چاردہم
ناگہاں امر ارجعی آمد
این ندا را شنید و جا در دا
شائق خستہ گفت سال وصال

عابد و زاہد و سعید ازل
وارثِ علمِ احمدِ مرسل
بدرِ برجِ ولایتِ افضل
قمری بوستانِ حسن و عمل
مہرِ رخشندۂ آسمانِ غزل
رشکِ عرفی و ہم کلیم و مثل
تاجدارِ جہاں علم و عمل
خضرِ وقت کامل و اکمل
روز دوشنبہ ساعتِ اول
از جنابِ خدائے عز و جل
در حریمِ وصال یافت محل
مُرد امسال آہ شیخ اجل

۱۳ ھ ۲۶

ناصر الاخبار زبیر نمو و رسالہ "پرنانہ" وغیرہ میں ایک عرصہ تک لاتعداد تواریخ وصال شایع ہوتی رہیں

ناصری و رضوی خلوص پر تبصرہ

اس شانِ ارتباط اور وسعت اخلاق اور اشعار کی بلند پروازی و جامعیت کو اہل بصیرت خود سمجھ سکتے ہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ کہ طرفین میں کیا تعلقات تھے۔ کیسا خلوص تھا۔ کیسی عظمت و وقعت تھی کیسی ہمدردی تھی کیسی یگانگت قدر و منزلت تھی۔ کیسا ادب تھا۔ سبحان اللہ۔ یہ حضرات ہیں صحابہ صفات اسلاف کے نمونہ اخلاف کے لئے درس عبرت۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

الحمد للہ والمنت ابھی تک دونوں حضرات کے پس ماندگان و احباب بھی اسی طرح شیر و شکر ہیں اس شعر کا مضمون اُن پر منطبق ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی　　تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگرے

اور دونوں آستانوں سے علوم و فیض کے دریا موجزن ہیں۔ یختص برحمتہ من یشاء ؎

خداوندا نصیبے کن نسیم صبح فیضانش　　کہ در بستانِ فیضانش گلِ عرفان می بینم
چرا بر آستانش جبہہ سا خواجہ نہ من ہم　　سر مرقد بہارِ جلوۂ ایمان می بینم

مرقد شریف

حضرت کے خلاصۂ احبا جناب رئیس ابن رئیس حکیم محمد ولایت علی خاں صاحب مرحوم رئیس اعظم قصبہ آنولہ کا حصۂ ازلی تھا۔ معرفت جناب مرزا غلام حیدر بیگ صاحب و حضرت صوفی خلیفہ اشفاق حسین صاحب "رنگین پوش" تعمیر ہوا تھا۔ مرقد کی ہر ایک اینٹ سو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر لگائی گئی ہے۔ سنگ لوح مزار جناب مرزا صاحب ممدوح نے بنوایا تھا مگر ماہِ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ میں ریاست جے پور کے احباب چودھری رحیم بخش و عبدالرحمٰن وغیرہ صاحبان نے عاجز کی تحریک پر نہایت واضح تحریر و عمدہ سنگ مرمر پر کندہ کرا کر معرفت جناب مرزا غلام مجتبیٰ بیگ صاحب رئیس بریلی سابقہ پتھر کو علیحدہ کرا کر نصب کرایا۔

موجودہ نقشہ مرقد شریف

اس یادگار کے قبہ کی تعمیر نہایت حوصلہ مندی سے جناب خان بہادر شیخ محمد خلیل الدین صاحب رئیس شاہ نے اور ایک وقت میں محفل خانہ کی تعمیر جناب حافظ مرزا غلام حضرت بیگ صاحب نے کرائی تھی۔ اب سنتا ہوں کہ محترمہ افضال بیگم صاحبہ نے کچھ عذر لاگت پیش کر دئے تھے۔ گذشتہ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ میں کچھ حصہ احاطہ مزار کا (معمار کی غلطی سے) شہید کر کے ایک جلسۂ عام اس عاجز نے کیا۔ جسمیں اکابرین و صاحبین شہر حضرت مولانا مولوی حاجی حامد رضا خاں صاحب قبلہ و حضرت مولانا مولوی حاجی مصطفےٰ رضا خاں صاحب (صاحبزادگان اعلیٰحضرت) و حضرت (زیب مسند نیازیہ)

ناصری و رضوی خلوص پر تبصرہ
پس ماندگان کے ارتباط
مزار شریف کی تعمیر کی بانی
دوسری بہترین لوح سنگ مرمر
ناصری مرقد کے شاندار بنانے پر ذوق [illegible]

صاحبزادہ عالیجاہ شاہ محمد تقی صاحب عرف عزیز میاں و دیگر علماء و صلحاء و عمائدین شہر عاجز کی دعوت پر اظہارِ مسرت کرتے و آفرین و مرحبا کہتے ہوئے تشریف لائے۔ اور اپنے مقدس ہاتھوں سے (حضرات مذکور الصدر نے) اسکا سنگ بنیاد رکھا۔ کچھ عرصہ بعد جس روز تعمیر کا سلسلہ شروع کرنا چاہا تو مذکور الصدر بی بی صاحبہ نے پھر روک دیا اس نقصان اور شکستہ دلی پر احبّا بہت برانگیختہ و مغموم تھے مگر الحمد للہ عاجز کی فہمایش پر سب نے صبر کیا جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ ورنہ آج یہ عمارت قبہ و محفل خانہ و حجرہ ہائے خانقاہ اہل حق کی مقدس جماعت سے پُر ہو کر درس معرفت کی ضیا پاش ہوتین ؎ خدا ہر چہ خواہد کند بندہ باش　　رضا پیش گیر و سرافگندہ باش

؎ سنگِ بنیاد کا جلسۂ خیر کرنے کے بعد جبکہ یادگار ناصری کو بحالہ چھوڑ دیا گیا تھا تو شاہ جی فضل احمد (فقیر گورستان نومحلہ) کا پرچہ عاجز کے پاس آیا کہ "افضال بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر یہاں سلسلہ تعمیر شروع ہوا تو میں بلوہ میں جالان کرا دونگی"۔ اس کے عرصہ چندماہ بعد ایک دستی پرچہ خود محترمہ افضال بیگم صاحبہ کا مکرمی جناب مرزا غلام مجتبیٰ بیگ کے نام آیا جس کا حاصل مضمون یہی کہ "مجھ کو خوب یاد ہے کہ تمہارے والد یا چچا مرحوم میرے والد مرحوم کے پاس آئے تھے اور یہ کہا تھا کہ ناصر میاں کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے واسطے ایک قبر کی جگہ دیدیجے میرے والد نے قبر کی جگہ بتادی اور یہ کہا کہ کوئی عمارت شاہجی بابا کے مزار سے اونچی اور اچھی نہیں بنے گی۔ اونھوں نے اس کو تسلیم کیا۔ آپ ناصر میاں صاحب کے مزار کی چہار دیواری جو کسیقدر گرادی گئی ہے وہ جیسی بنی ہوئی تھی بالکل اُسی طرح اس جدید بنیاد پر ہی تعمیر کرا سکتے ہیں (آگے) حافظ محمد جان و مولوی سیّد انتظام علی و سید نوشہ علی وغیرہ بہت سے لوگوں کا شکوہ تھا کہ ناصر میاں کے صاحبزادہ کو ورغلا یا وغیرہ"۔ اس پرچہ کو دیکھکر جیسا کہ فطرتاً یک گونہ افسوس ہونا چاہئے تھا ہوا (اس لئے کہ آپ حضرت ناصر میاں کے والد بزرگوار سے بیت بھی ہیں اور یہ پرچہ حقیقتِ معاملہ سے کوسوں دور اور اونکی شان کے خلاف تھا) فہیم ناظرین انصاف پسند حضرات اس مضمون سے بخوبی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ یہ عاجز گو پہلے ہی سے یکسو تھا۔ صرف احبّا کے اصرار پر عرس میں حاضر ہو کر اپنے اوقاتِ عزیز کو بیوقت صرف کرتا تھا۔ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے اپنی بازوئے ہمت پر السعی منی و الاتمام من اللہ کہکر اس کا بیڑا اُٹھایا تھا کہ محترمہ مذکور الصدر کے حکم نے بیدار کر دیا۔ ؎ جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ٭ مرا با جانِ جان ہمراز کردی ٭ اپنا تو مذاق ہی یہ ہے ؎ مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن ٭ کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست ٭ یہ ضرور ہے کہ وہ میرے والد بزرگوار کی یادگار ہے لہذا جب تک حیات مستعار ہے حسب عادت وقتاً فوقتاً میں انشاء اللہ یہاں آستانہ بوسی کرتا رہونگا وہاں کی رونق سے مسرت اور بے رونقی سے کلفت ہونا یہ فطری غیر اختیاری امور ہیں۔ جن کا تعلق ظاہر سے ہوگا۔ مگر باطن میں یہ جانتا ہوں کہ درحقیقت یہ نشان کل من علیہا فان (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ پر)

٭ نوٹ۔ حالانکہ شاہجی بابا سے اونچی اور بہت اچھی نومحلہ میں متعدد قبور موجود ہیں ۱۲۔ از جامع

صاحبزادہ کا اظہار خوشی

حقیقت معاملہ کا انکشاف

فطری کلفت اور حقیقی مسرت

نعت خوانی و میلاد شریف

یہ ایک مقبولیت و کرامت ہے کہ روز وفات سے تا ایندم برابر ہر جمعرات اور بعد نماز فریضۂ جمعہ نعت خوانی اور میلاد شریف بلا کسی کی تحریک کے ہوتا ہے۔ عام نعت خواں اور میلاد خواں ولڑکے وہاں نعت خوانی کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ فی الحال ایک بزرگ صوفی عبدالغنی خانصاحب قبلہ قادری انسپکٹر پنشنز اسمیں زیادہ حصہ لیتے ہیں ہر ہفتہ اپنے ذاتی خرچ سے بعد نماز جمعہ میلاد کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) بے نشانی کا سبق دینے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ ذکر بقا کے ع
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔ حضرت ناصرؒ ؎ ہستی کے ہیں نشاں سے عیاں بے نشانیاں + شانِ فنا برستی ہے میرے مزار سے + حضرت نیازؒ ؎ طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز + عشق اندر پس من فاتحہ خوانم باقیست ایک اور بزرگ فرماتے ہیں ؎ اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے + لوحِ مزار بھی میری چھاتی پہ سنگ ہے ہزارہا انبیا علیہم السلام اولیائے کرام آئے اور چلے گئے۔ بظاہر اونکے نام و نشان کا پتہ تک نہیں۔ حضرت ناصرؒ سبک رَو ہیں ترے کوچہ کے رہبر + گئے ایسے کہ نقشِ پا نہ دیکھا + یہ عرس و عروس زیب و زینت شان و شوکت چراغاں وغیرہ شکوہِ اسلامی و دیدہ زیبی و راحت رسانی خلایق کے لئے ہے اس سے ان ارواحِ مقدس کو کچھ فائدہ نہیں۔ اُن کا مقام سرحدِ ادراک سے بلندتر وراء الوراء ثم الوراء ہے ؎ ناصرؔ۔ از فرق تا قدم ہمہ عطرم عجب مدار + دستم بچین زلفِ نگار رسیدہ است + یہاں کے عروج و زوال پر اُن کی نظر نہیں قطعہ زمیں شدیم چہ شد آسماں شدیم چہ شد + بچشمِ خلق سبک یا گراں شدیم چہ شد + نماند کار بردّ و قبولِ خلق مرا تو گر بہار شدی ما خزاں شدیم چہ شد + از غزل حضرت ناصر رحمۃ اللہ علیہ

دلِ ما مخزنِ رازِ تو بود گوہرِ گنج
شہ اقلیمِ قناعت شدم از دولتِ فقر
بسکہ از سیم و زرِ گنج امتا لبریز است
زلفِ مشکین بہ رُخِ یار بدان می ماند

مُہرِ خاموشیِ ما قفل بود بر درِ گنج
ہیچ ابنائے زماں نیست دلم را سرِ گنج
ہست اشعارِ من ای حب دل دفترِ گنج
کہ بود مار سیہ حلقہ زدہ بر سرِ گنج

زشک سیمائی و از روئے طلائی نعمت
گشت ناصرؔ بجہاں حب ما سیم و زرِ گنج

احباب کے لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ صورتِ موجودہ کو یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الخ الا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کا مظہر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بے تکلف دوست نے ان کے بھائیوں کے سلوک کی بابت دریافت فرمایا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ میرے رب نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر آپ سے کہا کہ آپ کو وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب حالتِ غلامی میں آپکے گلے میں زنجیر پڑی تھی تو فرمایا کہ اگر شیر کے گلے میں زنجیر ڈالی جائے

عرس سراپا قدس ۱۳۲۷ھ

بتاریخ ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ - رمضان المبارک میں ہوتا ہی اسکی ابتدا جناب حاجی حافظ مرزا غلام حیدر بیگ صاحب رئیس بریلی خلیفہ اشفاق حسین صاحب بریلوی و مولوی حکیم سید یاد علی صاحب آنولوی و جناب حکیم محمد ولایت علی خاں صاحب عرف منجھلے میاں رئیس اعظم قصبہ آنولہ نے کی تھی۔ اور حکیم صاحب موصوف نے اپنے پس ماندگان کو تعین رقم فرماکر تحریری وصیت بھی فرمائی کہ مولانا کے پس ماندگان اور عرس میں درمی قدمی کافی حصہ لیں (اسیر خان بہادر مکرمی مولوی حکیم محبوب علی خاں صاحب رئیس آنولہ کاربند رہے۔ مگر انکے بعد سد باب ہوگیا) یہ اپنی خامی ضرور ہی کہ کبھی اشارۃً ادھر سے بھی کوئی تحریک نہیں ہوئی مصداق

؎ گر کسے آئی بیا و گر نری گویم برو + دارو گیر و حاجت در بان درین درگاہ نیست + کسی کی نیکی کو چھپانا گناہ ہے اس لئے تحریر کر دیا گیا) ان کے بعد اس ترویج سعادت کے حصول میں خاص طور پر سے گفتن اس عاجز کو آگے کر گئے) خلاصۂ یاران طریقت جان لیاقت و سعادت مقبول خواجگان جناب مرزا غلام مجتبیٰ بیگ صاحب ناصری عرف پیارے میاں رئیس بریلوی خلف جناب حافظ مرزا غلام حضرت بیگ صاحب و عزیزم مرزا غلام علاؤالدین بیگ صاحب مرحوم و حافظ نظام الدین بیگ و غلام معین الدین بیگ صاحبان خلف جناب مرزا غلام حیدر بیگ صاحب مرحوم و جناب خان بہادر شیخ خلیل الدین احمد صاحب ناصری رئیس موضع ... و شیخ حافظ نور الحسن صاحب تاجر بریلی و صاحبزادہ شیخ وحید احمد صاحب مرحوم خلف شیخ احمد بخش صاحب رئیس بریلی مرحوم نے حسب حیثیت شوق بارک اللہ فیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۷) تو اُس کی شجاعت میں فرق آئیگا کہا نہیں۔ تو فرمایا کہ اسی طرح یوسف کے گلے میں زنجیر کا پڑنا یوسف کے حسن و کمالات کو کم نہیں کر سکتا - ایک مرتبہ کسی نے کا واقعہ یاد دلایا تو فرمایا کہ چاند کے گرد بہت دفعہ کنڈل ہوتا ہی اور چاند اس گھیرے میں گھر جاتا ہی یہ دو کالا گھیرا چاند کی حسن و کمال میں فرق نہیں لا سکتا۔ ایسے ہی آپ کی قید کا واقعہ یاد دلایا تو فرمایا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں قید رہتا ہی تو کیا اس قید سے اوسکا کچھ نقصان ہوتا ہی - بلکہ اوسکی ترقی کا باعث ہوتا ہی - مجکو بادشاہ قید خانہ سے ملی سبحان اللہ ؎

درد ہم داد ست ... درماں نیز ہم + دل فدائے او شد و جاں نیز ہم + اگر غائر نگاہ سے دیکھئے اب اس صورت میں تو دروازہ میں قدم رکھتے ہی عشاق کے دل پر کیفیت وارد شروع ہو جاتا ہی - اور بے ساختہ یہ دل کہہ اوٹھتا ہی کہ ؎ پردہ اٹھے ہوئے بھی ہیں اُن کی نظر ادھر بھی ہی + بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہی + امام الصوفیا مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم مختلف مقامات پر فرماتے ہیں ؎

صاحب دل را ندارد آں زیاں	گر خورد او زهر قاتل را عیاں
زانکہ صحت یافت و زپرہیز رُست	طالب مسکین میاں تپ درست
ہنگرید اے دوستاں گر من نیم	من ز جاں مُردم بجاناں پیشترہیم
چوں ز جاں مُردم بجاناں زندہ ام	نیست مُرگم تا ابد پائندہ ام

لہ ایام عرس میں برابر نوبت و شہنائی بجا کرتی تھی - چند سال سے نہیں بجتی - حضرت سید مقبول عیسیٰ میاں صاحب مرحوم ...

عرس ناصری کے سچے ترقی خواہ و اراکین

عزیزم شیخ محمد ادریس و محمد یونس سلمہم پسران حافظ نورالحسن صاحب و شیخ محمد خلیق صاحب وغیرہ پسران حافظ محمد شفیق صاحب مرحوم و شیخ محمد یعقوب صاحب و محمد ایوب صاحب خلف حاجی عبدالحکیم صاحب تاجر کیمپ و ماسٹر سعادت علی صاحب - بی اے - ایل - ٹی - و منشی اصغر حسین و منشی فیاض الدین صاحب پیشکار - و حضرت خاکی شاہ صاحب و شاہجی محمد شفیع صاحب نبیرہ مولانا محمود حسن صاحب علی گڑھی و منشی مقبول حسین صاحب پیشکار - شیخ مبارک حسین صاحب تاجر بلدوانی - صوفی مسیح اللہ خان و نثار اللہ خان صاحبان و منشی محمد صدیق صاحب فریدپوری و عنایت اللہ شاہ صاحب و صوفی مسیت اللہ شاہ صاحب گنوری - و مولوی سید انتظام علی صاحب و شیخ رحمت حسین صاحب (مولانا) محمد اسمٰعیل و شیخ احمد حسین و حافظ عبدالستار وغیرہ - و آستانہائے رضویہ و نیازیہ کے حلقہ بگوش و شیوخ و شاہ ولایت پیلی بھیت حضرت شاہجی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متوسلین و دیگر صلحائے بریلی و مضافات بریلی و بدایوں و پیلی بھیت وغیرہ کے حضرات نہایت خلوص و یگانگت سے حصہ لیتے ہیں نہایت خوش اسلوبی سے حسب معمول قرآن خوانی و میلاد شریف و وعظ و پند و ذکر بارہ تسبیح خاندان چشتیہ و ختم خواجگان و سماع وغیرہ اپنے اپنے اوقات میں ہوتا ہے - عام مسلمانان بریلی زن و مرد خصوصاً اسکولوں کے طلبا انتہائی عقیدت و خلوص اس عرس مسجد نو محلہ بریلی میں وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر امکانی خدمات کے ذریعہ ظاہر کرتے ہیں - روشنی صفائی پانی کی موقعہ بموقعہ فراہمی ضروری آرائشی چیزوں کی نشست آداب مجالس بلا کسی تحریک کے ذاتی طور پر نہایت ادب سے کرتے ہیں اور دامن مراد بھر کر لیجاتے ہیں - خاک آستانہ سے ہر قسم کے بیمار عموماً بہت جلد شفا پاتے ہیں بارک اللہ فیہ (حافظ محمد جان) ؎

مریضوں کیلئے دارالشفا ہے خاک روضہ کی
کھلا ہے اب شفاخانہ ہمارے پیر ناصر کا

تمام اہل بریلی شاہد ہیں کہ مسجد نو محلہ میں پہلے یہ شان و شوکت رونق و مقبولیت عشر عشیر بھی نہ تھی - حضرت کے فرو کش ہونے کے بعد یہ چار چاند لگے - سچ ہے اہل حق کے قدوم میمنت لزوم کے یہی حسنات و برکات ہیں ؎

هر جا کشائی از پئے دل زلف پر شکن
مرغان سدرہ را ہمہ بے آشیان کنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰	چوں بمردم از حواسات بشر هست اندر نقش این روباہ شیر		حق مرا شد سمع و ادراک و بصر سوئے این روباہ نشاید شد دلیر	

اور فرماتے ہیں

زیر و بالا پس و پیش وصف تن است گر دو خود را بیش و پس گردی گمان منگر اندر نقش زشت و خوب خویش		بے جہت باذات جان روشن است بستہ جسمی و محرومی ز جان بنگر اندر عشق در مطلوب خویش	

؎ ۱۳۴۵ھ میں مسجد از سر نو ٹھیکیدار چودہ ہزار روپیہ لگا کر سردار خاں بہادر رحیم داد خان صاحب رئیس بریلی نے بنائی - حوض و سائبان پیلی بھیت حصہ حاجی محمد قاسم صاحب خلف انتخار مرحوم سابق سردار خان بہادر رحیم داد خان صاحب نے اور یکہ جہت معرفت حافظ محمد جان صاحب

عرس کے دیگر معین
عرس پر مشائخین و صالحین کی توجہ
عقیدت عامہ
شفاخانہ ناصری
مسجد و محلہ کی رونق میں نمایاں ترقی
ناصری امام مسجد ۱۳۴۵ھ میں بنا

دیگر مقامات پر فاتحہ و عرس

دہلی میں مولوی محمد علی صاحب چشتی کابل راولپنڈی میں۔ مولوی محمد حسین صاحب سُنام علاقہ پٹیالہ میں شیخ محمد شفیق صاحب۔ مظفر نگر میں مولوی مقبول احمد خانصاحب وکیل۔ ریاست جے پور میں چودہری حکیم بخش صاحب و عبدالرحمن صاحب نہایت شاندار اہتمام کرتے ہیں۔ اور یوں تو قصبہ گنور ضلع بدایوں کے حضرات اور آنولہ ضلع بریلی و بدایوں و پیلی بھیت۔ و ہلدوانی و کوہ نینی تال و کوہ شملہ۔ و کوہ منصوری۔ و کشمیر و ضلع حصار و ریاست پاٹودی و مین پوری و آگرہ و علی گڈھ قصبہ فرید پور ضلع بریلی و قصبہ رائے پور ضلع سہارنپور و بمبئی۔ و کلکتہ و نیز بنگال کے دیگر مقامات میں بھی فاتحہ ہوتی ہے بارک اللہ فیہ

حضرت خواجہ ناصرؒ

دولتِ عشق است یکسر جنس بازارِ فقیر　　واصلِ حق میشود ہر کس کہ شد یارِ فقیر

خدمتِ پاکان بود سرمایۂ وارستگی　　از غم دنیا و دین رست است غمخوارِ فقیر

ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند　　غیرتِ اسکندر و دارا ست دربارِ فقیر

زندہ دل گردد از تاثیر او دل مردگان　　صورِ اسرافیل باشد نالۂ زارِ فقیر

کن حذر غافل ز آسیبِ نگاہِ قہرِ او　　موجبِ آزارِ دارین است آزارِ فقیر

ہست در زیرِ نگینِ ہمتش ملکِ یقین　　دست رد بر خاتمِ جم میزند یارِ فقیر

شمع در کاشانۂ او گر نباشد گو مباش　　از فروغِ دل بود روشن شبِ تارِ فقیر

تا نباشد گوش دل از پنبۂ غفلت تہی　　سخت دشوار است ناصر فہمِ گفتارِ فقیر

حضرت کے اسلاف پر سرسری نظر:

قصیدہ پُر دردِ شوق میں خود تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت ناصرؒ

میرے اجداد ہیں انصار مطیعِ سنت　　میرے اعمام میں ابرار منیعِ بدعت

ہیں میرے قبلۂ حاجات امام الملت　　حضرت خواجہ طفیل علی شمس صفت

چار ہیں عم معظم بعموم عظمت　　یہی اعمام بھی لاریب کریم الطینت

جد امجد ہیں امامِ علی گوہرِ فضل　　عارفِ ذاتِ خدا شیخ شیوخِ ملت

جد جد مرشدِ آفاق محمد سالار　　شاہِ اقلیم سخا شیخ علیہ الرحمت

حضرت خواجہ عبداللہ و قطب الاقطاب　　جن کے افضال کی ہے ہند و عرب میں شہرت

حضرت خواجہ ایوب امامِ دوران　　یہ بھی اجداد میں ہیں شاہِ سریرِ عظمت

سلسلہ پر میرے اجداد کے گر دیکھو گرد　　دیکھو تو جاوہ انعمت علیہم نعمت

یہ ہیں اجداد نبی ہیں وہ ہیں ہی بند　　جو سدا کرتے رہے فضل و شرف کی دعوت

غرضیکہ الحمد للہ والمنت ؎ تا ز پشت آدم اصلابش ہمہ + مہتران بزم و رزم و ملحمہ
حضرت سیدنا ابو ایوب خالد انصاری خزرجی نجاری رحیل رسول اللہ علیہ وسلم جن کا مزار اقدس
قسطنطنیہ (استنبول) میں سلطان ایوبؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اُن کی اولاد سے ہیں۔ رضی اللہ عنہ
(رسول خدا صلعم کی دادی ان میں سے ہیں) آپ کی وفات ۵۰ھ یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی
انکے اخلاف غازیانہ و مجاہدانہ صورت میں مبلغ بنکر مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہٗ و تعظیمہٗ سے حدود
افغانستان میں تشریف لائے۔ اپنے جوہر علمی و عملی و اولوالعزمی سے زمانہ کو مسخر کیا۔ چنانچہ
حضرت شیخ الاسلام پیر ہرات قطب الاقطاب حضرت عبداللہ انصاری سے کون اہل علم ہے
جو واقف نہیں کونسی افغانی مجلس و سوسائٹی تھی جہاں اُن کا ذکرِ خیر نہ ہوتا تھا کہتر و مہتر انکے
نام کا احترام کرتا تھا اور کرتا ہے اور کرے گا۔ قیامت تک ہرات کی زمین مقدس اُن کے
نقشِ قدم سے منور رہے گی۔ ان کے اخلاف اہل علم ذکی و بہادر صاحب سیف و کیف
گذرے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے پوتے ملک مردانِ۔ دولت شر خواجہ ضیاء الدین صاحب
بھی ہمہ دان و جامع تھے۔ خصوصاً فنونِ سپہ گری و علوم سیاسی میں گوہر یکتا تھے۔ ۷۵۲ھ
مطابق ۱۳۵۲ء جس زمانہ میں سلطان فیروز شاہ باربک نے کلانور کی جانب تقریب
شکار عزم کیا (سہارنپور کی آبادی سے ۸۲ سال بعد) خواجہ ضیاء الدین ممدوح ہرات سے مع متعلقین
بانوائے لقاریب و تعریف مشہول عواطف خسروانہ ہندوستان میں لائے گئے۔ اور نصب
لائقہ پر سربلندی پائی کیونکہ وہ ہنر پیشہ و غازہ فنون سپہ گری میں شجاعت و لیاقت ذاتی
یکتا تھے چند روز میں منظور نظر شاہی ہوکر مزید رتبہ ترقی پر پہنچے اسی سال بادشاہ نے خانجہاں
وزیر کو تمام اختیارات عطا فرماکر شہر دہلی میں حکمراں چھوڑا اور خود بہ لشکر عظیم حاجی الیاس
کے دفعہ شر کے لئے لکھنوتی بنگالہ کیطرف عزم فرمایا تو خواجہ موصوف اس مہاریہ عظیمہ میں
مقربان خاص میں سے تھے جو بکمال جاں نثاری اظہار جلادت ہائے مردانہ و شجاعت ہائے دلیرانہ
بجالائے جس کے صلہ میں اول ملک[1] مردان پھر دولت شر کے خطابات و خلعت فاخرہ
و منصب جاگیر پاکر منتظم صوبہ ملتان پنجاب (گورنر پنجاب) کے مرتبہ جلیلہ پر مفتخر و مباہی ہوئے

[1] زمانہ سلاطین تغلق میں امیروں کے کئی درجے تھے سب سے اعلیٰ خان دوم ملک سوم امیر چہارم سپہ سالار پنجم جندی۔ بادشاہ کے لشکر میں نو لاکھ فوج سوار تھی کچھ تو انمیں سے بادشاہ کے پاس رہتی تھی باقی ان امیروں پر تقسیم ہوتی تھی۔ المختصر ملک کے ایکہزار فوج ماتحت ہوتی تھی ملک کی جاگیر پچاس ہزار سے ساٹھ ہزار تک تھی۔ ان کی ذاتی تنخواہ ہوتی تھی اسمیں فوج کو کچھ دینا نہیں پڑتا تھا فوج خزانہ شاہی سے تنخواہ پاتی تھی۔ غرض سلاطین اسلامی ہند میں مقربان خاص کے یہ مدارج تھے۔ از مسالک الابصار۔ فیضان احمد خواجہ عفی عنہ

حضرت امام کا حسب و نسب

ہندوستان میں پہلا قدم

ظاہری علو مرتبت

کمال شخصیت

مولانا ناصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَهُوَالَّذِیْ قَدَمٌ بَلْدَہٗ مُلْتَان مِنْ اَهْرَاۃَ مَعَ السُّلْطَانْ وَ تَوَطَّنَ فِیْهَا لِکَوْنِهَا صُوْبَتُهَا۔ یہی وہ ذات عالی ہے جس نے پہلا قدم (ہندوستان پنجاب) شہر ملتان میں مع سلطان فیروز شاہ تغلق باربک) ہرات سے تشریف لاکر رکھا اور اسی میں سکونت اختیار فرمائی اس لئے کہ یہ وہاں کے صوبہ (گورنر) اور جاگیردار تھے۔ ایک زمانہ تک کہ متصل سازگار د مسائد کا تھا۔ سربلند اقبالی و سعادتمندی مسندآرائے حکومت و کارفرمائے سلطنت رہکر ۷۶۶ھ میں جام ممات سے جرعۂ مدہوشی نوش کرکے عازم وطن اصلی ہوئے انا اللہ الخ (مدت حیات بقیام ہندوستان چودہ سال تھی۔ تاریخ وصال ہے۔

مقتدر حبیب

۷۶۶ھ

جملہ معترضہ۔ سید سلیمان "متبنیٰ" انہیں حضرت کے تھے کہ جو بعد ملک شیخ خلف خواجہ موصوف کہ جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ حاکم و صوبہ ملتان ہوئے تھے اور ان ہی سید صاحب کے فرزند سید خضر خاں رایات اعلیٰ اول امیر فیروز شاہی ناظم صوبہ ملتان ہوئے و بعدہٗ دست گرفتہ و نواختہ امیر تیمور صاحب قراں کے ہوکر بادشاہ دہلی ہوئے تھے۔ اسکی تشریح آگے ہوگی۔

ذکر خیر حضرت خواجہ ملک شیخ نصیر الملک مخاطب بخطاب ملک الشجع فیروز شاہی خلف حضرت خواجہ ضیاء الدین ہروی انصاری ملک مرداں دولتشہ موصوف صوبۂ ملتان غفرلہم خواجہ ملک شیخ مخاطب بخطاب نصیر الملک فیروز شاہی مہین خلف خواجہ ملک مرداں دولتشہ موصوف نے بعد وفات پدر بزرگوار خود بمرور عرصہ شش سال بسال ۷۷۱ھ بجنگ راجہ نگر کوٹ و حسام الدین ٹھٹھہ میں کارہائے نمایاں کرکے از پیشگاہ فیروز شاہی خطاب ملک الشجع و خلعت فاخرہ در یاست صوبہ ملتان پنجاب پر فرق مباحات بلند کیا بعد چند سال ملتان سے تغیر پاکر صاحب صوبگی گجرات پر بلند پایہ ہوئے اور صوبہ داری ملتان سید ملک سلیمان متبنیٰ کو ملی اور بعد قضا فرمانے سید سلیمان کے ان کے پسر سید خضر خاں موصوف ناظم صوبۂ ملتان ہوئے۔ (یہ سید خضر خاں بہت منصف مزاج اور رعایا پرور تھے

ذکر خیر خواجہ فریدالدین المعروف خواجہ ملک فرید انصاری پسر نصیر الملک ملک الشجع نبیرہ خواجہ ملک مرداں دولتشہ اللہم اغفر لہما

جبکہ سید خضر خاں خلف سید سلیمان ۸۱۷ھ مطابق ۱۴۱۴ء سربراہ آرائے سلطنت دہلی ہوئے اور اپنا لقب رایات اعلیٰ تجویز فرمایا اسوقت ایک شخص مجہول النسب جعلی نے غیراز

ملک مرداں کا وطن اور وطن اصلی

سید سلیمان متبنیٰ کی سربراہ آرائے دہلی کے دوران میں

خواجہ نصیر الدین خلف ملک ضیاء الدین

سید خضر خاں سربراہ دہلی

سارنگ خاں جعلی قبل از حصول سلطنت سید خضر خاں کو وقت امارت بزور ملتان سے نکال دیا
تھا۔ بعدمیں اوسکا زعم پست کردیا گیا جیسا کہ تاریخ میں مندرج ہے۔ بدامن کوہ رو بڑ نزدیک بقصبہ
بجواڑہ رایت خودسری وتمرد بلند کیا تھا چنانچہ واسطے اطفائے اوس آتش فتنہ کے سلطان
بہلول لودی المخاطب بہ اسلام خاں کو بسپاہ آراستہ اوسطرف کو روانہ کیا اور متعاقب اوسکے
خواجہ ملک فرید انصاری کو بطور کمک رخصت فرمایا۔ بعد فتح خواجہ ملک فرید باضافہ منصب
وخطاب ملک الشجیع از پیشگاہ رایات اعلیٰ بلند پایہ ہوئے اور بعد مراجعت از فتح محاربہ سارنگ خاں
جعلی وحصول امارت وجاگیر وخطاب ملک الشجیع چندے دہلی میں قیام فرماکر بحصول رخصت
متوجہ برگنات جاگیر ہوئے یہ سہارنپور معہ دیہات پرگنہ جاگیر میں ملا تھا۔

القصہ خواجہ ملک فرید صاحب انصاری بعد قیام گھیڑہ متداخلہ موضع طاہر پور جو بعد بوجہ
آباد کرنے خواجہ محمد طاہر صاحب انصاری اس نام سے موسوم ہوا۔ اور جو سہارنپور سے جانب
جنوب بفاصلہ ایک فرسخ ہے۔ تشریف لاکر اقامت گزیں ہوئے۔

سہارنپور کی حقیقت اور آبادی کا سبب اور وجہ تسمیہ

ایک بزرگ عارف باللہ حضرت شاہ ہارون چشتی رحمۃ اللہ کہ جن کا مزار شریف محلہ ہارون چشتی
سہارنپور میں ہے اول قریہ مانک مئو میں کہ جس کی مسافت آبادی شہر سے جانب بقدر ایک میل
کسری زیادہ ہوگی۔ قبل ۷۲۶ھ کے تشریف لائے۔ مدت قیام قریہ مذکور معلوم نہیں۔ بعدہٗ بالقائے
ربانی یہ حضرت وارد خطہ مذکور ہوکر بجائے مدفن خود آبیٹھے اور منتظر آمد آمد حضرت مولانا سید محمد اسحاق
صاحب شاہ ولایت قدس سرہ العزیز کے رہے۔

اس ضمن میں آبادی خانہ ہائے خس پوش ورعایا وراعیان دیگر اقوام ارزال ودہاقین کی شروع
ہوئی۔ عرصہ کثیر گزرا مدت مدید بسر ہوئی۔ حضرت کی برکت سے اچھی بستی بس گئی۔ حال اس خطہ
کا یہ تھا کہ یہاں ایک جھیل بہت بڑی دس بارہ گروہ تک منتشر تھی کہ جس کا ایک شعبہ یہ ندی ہے جو درمیان
شہر سے رواں ہے۔ اور یہاں کثرت سے مویشی چرتے تھے۔ اطراف وجوانب کا چراگاہ تھا۔
فی الحقیقت یہ خطہ باآثار گوشۂ جانب شمال وگوشۂ شرق بہت نشیب میں تھا۔ مگر اس عصر
میں نہ ایسا کہ کسی کو دور بیٹھے نقص جوار پر گمان ہو۔ تمادیٔ زمانہ سے حیثیت بدل گئی کیفیت
ہی دوسری ہے فی زمانہ سطح مسطح ہموار بے بلند وپست ہے۔ شہر کا سواد مینو نژاد ہے۔ بیت ؎

خوش سوادے بتازگی چو بہشت ‌ ‌ مثل او تازہ در جہان نہ سرشت

نزہت و خضرت و فزا بمثل و مثال ہی زیر دامن کوہ شوالک و ہمالیہ ممالک شرقی و غربی میں بیمثال ہے نام اس شہر کا شاہ ہارون پور ہے چونکہ لہجہ مختلف سے تلفظ بدلجاتا ہی لہذا مخفف ہوکر سہارنپور زبان زد ہو گیا غلط العوام فصیح۔ **شہر پر زیب** اسکی تاریخ ہے۔ تاریخ میں حضرت عارف باللہ نے پیشین گوئی فرمائی تہی۔ آج ۱۳۵۶ھ میں ابتدائے آبادی شہر کو ۷۳۰ سال گزرتے ہیں فقط اور کسی عصر میں کہ علامۃ الغیوب آگاہ ہی قبل اس آبادی شہر کے جانب شمال ایک **کوٹ** (یعنی قلعہ) جس کی بنیادیں بیس بیس گز کی عریض نکلتی ہیں ملحق محلہ ہارون چشتی سے بنا اوسکی معلوم ہوتی ہی چنانچہ محلہ کوٹ تلہ مشہور ہی۔ اور یہ محلہ کوٹ تلہ محلہ مفتی صاحب بہی مشہور ہے

ذکر تشریف آوری حضرت شاہ ولایت صاحب رح

حضرت ہارون چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے چھیاسی سال کے قیام کے بعد پانچویں چھٹی رجب المرجب ۸۱۲ھ کو حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب سہروردی تشریف لائے۔ کہ جانب پدری سے بہ واسطہ سید جلال الدین سُرخ تاک ان کا سلسلہ نسب منتہی ہی۔ اور طرف مادری سے واسطہ السند مذکور اتصال ہے۔ آپ جامع فضل و کمال صاحب حال تہے۔ مولد و موطن آبائے حضرت کا باقلیم ہند دیار ملتان کے اُس طرف قصبہ اُوچھ[1] ہے اور نژاد و نژاد اعلیٰ اجداد مدینہ منورہ تہا کہ نسب نامہ سے ہویدا ہی آپ خواہرزادہ سید راجو قتال[2] کے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت سید صاحب موصوف نے آپکو خرقۂ خلافت عطا فرماکر جانب ذالسرور سہارنپور رخصت کیا۔ ہنگام وداع بر دُے مکاشفہ فرمایا کہ اُدہر دیار میں ایک جوان خجستہ آثار نیاسب اطوار سے ملے رہے خواجہ سالار نبیرہ **خواجہ عبداللہ انصاری** ہمراہ اپنے پدر بزرگوار **خواجہ ملک فرید** الضائے کے تمہارے پاس بتقریب ملاقات آوینگے ہر طرح بہ آبیاری معرفت اُس نوبادہ حدیقۂ خصائل محمودہ کی تربیت میں توجہ کرکے اپنی دختران سے منسوب کرنا۔ چنانچہ مال کار ایسا ہی ہوا۔

---

[1] قصبہ اوچھ کہتے ہیں کہ سکندر اعظم کا آباد کیا ہوا تہا۔ ملتان سے نشتر میل ہی سادات بخاری اور گیلانی اسمیں ...ھ ہجری میں آباد ہوئے تھے سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں جہان گشت وغیرہ سادات کے مزارات اس شہر میں ہیں لیکن دروازہ پر یہ تاریخی شعر کندہ ہے۔ تاریخ۔ گذشت جملہ جہاں بے جلال شاہ ✦ تاریخ بود ہفت صد ہشتاد و پنج و سال ✦ فخر الواصلین ہین سالِ ولادت کے نسبت یہ شعر لکھا ہے۔ ہفت صد ہفت سال ہجری بود ✦ کاں مہ برج دین طلوع نمود ✦ یا حضرت سید جلال بخاری رح [2] حضرت سید صدر الدین راجو قتال کا ذکر مبارک جلد دوم تاریخ فرشتہ اردو صفحہ ۱۰۵ پر موجود ہی یہ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے

شاہ ولایت صاحبؒ اور شاہ ہارون چشتیؒ کی ملاقات

مختصر قیام کے بعد مولانا صاحب حضرت چشتیؒ کی خدمت میں گئے۔ اوس روز حضرت چشتیؒ مجلس عرس اپنے پیر کی برقص و تواجد گرم کئے ہوئے تھے۔ یہ حضرت بھی حسب دستور الاولیٰ صرف تعال میں کھڑے ہوئے۔ حضرت چشتیؒ باشراق باطن احوال مولانا سے خبردار ہو کر عین حالت وجد سماع میں بجانب مولانا دوڑ کر ہمکنار ہوئے اور کہا کہ مرگ میرا قریب پہنچا۔ تمہارا انتظار تھا۔ اب مسند ارشاد بوجود باجود آپ کے مزین ہو۔ چنانچہ حضرت شیخ موصوف نے بعد تین چار روز کے دس رجب المرجب ۸۱۲ھ کو رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا شیخ کو تجہیز و تکفین فرماکر جائے قیام پر واپس آئے۔ القصہ بعد ملاقات و حصول فیوض شیخ چشتیؒ کے حضرت مولانا اڑتالیس سال زندہ رہے۔ ۸۶۰ھ میں حضرت نے قضا فرمائی اور اپنے حجرہ نشست گاہ و محل ہدایت میں مدفون ہوئے۔ کہ جسمیں باستثنا احاطہ مزار مسجد بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات حضرت نے مخدوم اسحاق پائی ہے۔ آپ کا روضہ پرانوار خشت و سیار درج سے پختہ و بلند بنا ہوا ہے۔ ہنوز فیوض و برکات تصرف روح پرفتوح مرقد مبارک سے جاری ہیں آپ کثیر العیال صاحب اولاد پسری تھے۔ آپکے چار پسر اور ایک دختر تھی۔ زوجہ کلاں سے میر ابراہیم عرف بندگی شیخین ہیں۔ جن کی اولاد میں خاندان متولیان ہے۔ اور زوجہ ثانیہ سے تین پسر عبدالقادر و شیخ صلاح و شیخ آدم اور ایک دختر بی بی رزق اللہ زوجہ حضرت خواجہ ۸۶۱ھ جد انصار سہارنپور و رام پور منہاران محلہ محل انصار ہیں۔

نسب نامہ زیب بارگاہ خلاق اولاد پاک صاحب لولاک حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب شاہ ولایت شہیر بہ ہمدانی سہارنپوری قدس سرہ العزیز۔ کہ جن کی اولاد دختری میں انصار سہارنپور و رامپور منہاران ساکنان محل انصار ہیں۔ اور اولاد پسری میں متولیان سہارنپور ہیں

حضرت مولانا سید محمد اسحاق بن حضرت سید بہرام بن حضرت میر محمد سالار بن حضرت سید محمد ابراہیم بن حضرت قطب الابرار سید جلال الدین والحق شیخ بخاری بن سید حضرت میر علی بخاری بن حضرت سید جعفر بن حضرت میر سید محمد یامین بن حضرت میر سید محمود بن حضرت میر سید احمد بن حضرت سید عبداللہ بن حضرت سید علی بن حضرت سید جعفر ثانی بن حضرت سید امام نقی بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت

حضرت شاہ ولایت کی وفات و مزار

حضرت شاہ ولایت کی اولاد

نسب نامہ حضرت شاہ ولایت صاحب سہارنپوری

امام زین العابدین بن حضرت امام حسین شہید دشت کربلا بن حضرت علی مرتضیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ابن ابی طالب بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُد بن اُدّد بن یسع بن ہمیسع بن تیمیع بن سلامان بن نبت بن حمد بن قیدار بن حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن شروع بن ہود علیہ السلام بن فالغ بن ارفخشد بن سام بن نوح انجی شیخ المرسلین آدم ثانی علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن ادریس علیہ السلام بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن ابو البشر ابو محمد حضرت سیدنا آدم صفی اللہ بدیع فطرت اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام۔

القصہ - خواجہ ملک فرید انصاری حضرت عرفان مآب مولانا سید محمد اسحاق صاحب شاہ ولایت ممدوح الصدر کی (کہ جو خلفائے سید صدر الدین راجو قتال سے تھے) سُنکر مشتاقانہ اپنے تینوں صاحب زادوں کو ہمراہ لیکر خدمت ملازمت میں حاضر ہوئے۔ "آسامی صاحبزادگان" خواجہ سالارؒ - (جد انصار سہارنپور ورام پور منہاران محلہ محل انصار) ۲ خواجہ محمود معروف بہ خواجہ بہرام (جد انصار پانی پت) ۳ خواجہ مسعود معروف بہ خواجہ حسام (جد انصار سنبھل)

الغرض مولانا صاحب بعد معانقہ و مصافحہ بادی النظر میں وہ علامتیں و نشان کہ سید صدر الدین صاحب راجو قتال نے حین وداع مولانا جانب سہارنپور بیان فرمائے تھے بصفحۂ احوال جمال خواجہ سالار سر آمدہ ابرار شیت پا کر پیشہ روزگار سے دریافت فرمایا خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ پیشہ سپاہ گری ہے حضرت مولانا نے خواجہ کو بجذب باطن و کشش درونی کہ عبارت تصرف اہل باطن سے ہے۔ کھینچا اور بہ ہیبت تمام کہا "ہاں خواجہ سپاہی بھی مسلمان ہوتا ہے" خواجہ صاحب اس حرف مولانا سے از بس متاثر ہوئے اور ان کی ذات پر عجیب ایک حالت طاری ہوئی۔ معاً دامن و گریبان چاک کیا اور بوریائے کہنہ سے بدل کر لیا۔ بالفعل بے تعلقی و آزادگی اختیار کی۔

جملہ معترضہ مورخ بزرگ نے لکھا ہے کہ خواجہ سالار پیش از انکہ سعادت اندوز خدمت مولانا صاحب ہوں مقتدائے ایام حضرت ابو عبداللہ نظام سے کہ فرزند و جانشین سید صدر الدین صاحب راجو قتال کے تھے۔ اخذ طریقہ سہروردیہ کر کے سرخوش نشائے نیرنگئی کیفیت تھے۔ الا نجیب اختفا لباس اہل دنیا و صحبت اغنیا میں اوقات شریف بسر کرتے تھے۔ اور اب بخدمت مولانا صاحب بھی کسب کمال کر کے بحصول خرقۂ خلافت مفتخر و مباہی ہوئے۔

المختصر اس حالت شگرف پسر سے پدر کو تحیر تھا۔ بارے بہرعنوان خواجہ نے استیسلام آستان

نسب نامہ مولانا سید محمد اسحاق شاہ ولایت

خواجہ ملک فرید کی شاہ ولایت سے ملاقات

بڑے بیٹے خواجہ سالار کو شاہ ولایت کے سپرد کیا

مرشد خدارسان کا استلزام کیا۔ اور نیز بموجب ایمائے سید صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا صاحب نے بی بی رزق اللہ صاحبہ دختر نیک اختر اپنی خواجہ سالار سے منسوب کی۔ لاجرم خواجہ فرید ملک الشجع نے طوعاً و کرہاً انہیں۔ بلکہ اتباعاً لامر خواجہ سالار کو خدمت مولانا میں چھوڑا۔ اور خود با دو پسر "محمود" و "مسعود" واپس ہوئے۔ اب بود و باش موضع کھیڑہ میں اختیار کی۔ یہ وسط جاگیر تھا۔ اور بعبادت الٰہی مشغول ہوئے۔ ہر چند محمد شاہ برادر زادہ و جانشین مبارک شاہ نے خواجہ کو تکلیف منصب فرمائی اور فرامین بخط خاص بھیجے لیکن اوس عالی نہاد نے زبان تسلیم نہ کھولی حتیٰ کہ اوسی قریہ میں قضا کی۔ اور وہیں آپکا مزار ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور نیز خواجہ فرید الملک ملک الشجع نے بعد واپسی از خدمت مولانا باغات نصب کرائے اور عمارات شہر میں بنائی شروع کیں۔ چنانچہ اسوقت سے شرفا و امرا کی آمد اس خطہ میں من کل الوجوہ ہوئی اور مکانات و بازار پختہ تعمیر ہونے شروع ہوئے۔ شہر آباد ان شار سانی نور نشان ہو گیا۔ مولانا ناصر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ سالار بن خواجہ ملک فرید المخاطب بہ ملک الشجع۔

وَهُوَ الَّذِیْ تَوَطَّنَ فِیْ سَهَارَنْفُوْر لِکَوْنِهَا فِیْ جَاگِیْرِهٖ

ترجمہ: یہ وہ مقتدر ہستی ہی جس نے سہارن پور میں سکونت اختیار فرمائی۔ کیونکہ یہ انکی جاگیر تھا

المختصر فرودگاہ سرکاری جانب جنوب شہر کہ جو سالار والا کہلاتا ہی یہی باغ خواجہ سالار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تھا۔ اسمیں قبر اطہر حضرت خواجہ سالار قدس اللہ سرہ العزیز کی ہی اور قبل فرودگاہ سرکاری اوس قطعہ زمین سے اکثر حصہ منقسمہ جبریہ اور بعض شاملات تھے۔ اور اس میدان موقوعہ میں بمساعت ایک حضرت تشیعہ انصاری کے بوجہ بدتوفیقی فتح اللہ خاں حسن پوری کوتوال کے مسلخ بھی مقرر ہو گیا تھا (بعہد مسٹر ارس صاحب کلکٹر بہادر) قدوۃ الابرار حضرت خواجہ سالار ۸۶۶ھ میں اس جہان فانی سے گذرے تھے۔ سالار صف ابرار تاریخ وفات حضرت

بالآخر جہانتک صحیح معلوم ہو سکا ہی پانچ پسر صلب سالار ابرار و بطن عفیفہ سیدہ بی بی رزق اللہ سے عالم وجود میں آئے۔ پسر مہیں حضرت مولانا خواجہ عبد الکریم صاحب انصاری جن کی اولاد ہم لوگ و نیز خانقاہ والے حضرات مولوی انتظام علی صاحب و بڑتلہ والے انصاریان مثل خواجہ صادق حسین بن خواجہ ذوالفقار علی و مولوی عابد حسین و میاں محمد حسن عرف اچھن نبیرہ غلام مصطفیٰ خاں صاحب انصاری عہدہ دار بادشاہی۔ اور سرائے صمد والے جو اولاد شیخ عبد الصمد ثانی سے ہیں یعنی منڈی والے شیخ محمد یوسف مرحوم وغیرہ ہیں۔

۱ مرقوم ہی کہ بعد قتل مبارک شاہ بادشاہ دہلی پسر سید خضر خاں رایات اعلیٰ کہ اوسکی بسازش و شرارت سرور الملک اپنے وزیر کے ظاہراً بدست تعدی ہنود اپنی بنا کردہ مسجد جامع میں روز جمعہ شربت شہادت پیا۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو)

اور قصبہ رام پور میں محلہ انصار والے جو حضرت قدوۃ الابرار بندگی خواجہ شیخ محمد سالار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ثانی کی اولاد ہیں۔ اون کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت خواجہ سالار صاحب علیہ الرحمت کے پسر ثانی خواجہ عبدالرزاق تھے۔ جن کی اولاد میں مولوی غلام حسین صاحب پیشکار اور خواجہ طاہر حسن و خواجہ مظاہر حسن وغیرہ ہیں۔

پسر سوم و چہارم مولانا عبدالغنی ابدال و مولانا عبدالباقی ابدال لاولد ہوئے۔ ان ہر دو بزرگواروں کی فاتحہ نان و شکر روغن آمیختہ بر ہر تقریب شادی تمام قوم میں دلائی جاتی ہے اور عشائر میں تقسیم ہوتی ہے۔ جس سے امتیاز کنبہ خاص کا ہوتا ہے۔ اس کو بلفظ مقامی ٹوہگر کہتے ہیں پنجم کہیں مولانا عبدالعزیز امیر مزاج و درویش صفت لاولد ہوئے ہیں اللھم غفرلہما حضرت بندگی شاہ وجیہہ الدین عرف مولانا شاہ عبدالستار صاحب لاولد بھی حضرت مولانا شیخ الاسلام بندگی شیخ عبدالکریم صاحب قدسی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ دونو حضرات بڑے جلیل القدر علماء و عرفا میں سے گزرے ہیں آپکے تباہر علمی و علامۂ زماں ہونے کی کیفیت صحیح طور پر کتب مکتوبات قدوسیہ و لطائف قطبی و منتخب مکتوبات قدوسیہ میں شرح بسیط کے ساتھ ہیں [1] (منقول است کہ زبدۃ العارفین حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی در سہارنپور آمدہ بخانہ مولانا عبدالکریم اقامت داشت و اکثر مجلس راز گوئی و حق پژوہی راگرم ساخت) حضرت شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ نے بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۹۵۹ھ میں انتقال فرمایا

[1] مکتوبات قدوسیہ کے حاشیہ صفحہ ۶ پر درج ہے کہ مولانا عبدالکریم شیخ الانام انصاری نواسہ قطب الافاق حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب۔ صاحب ولایت سہارنپور بودند۔ شیخ عبدالکریم پسر کلان قدوۃ الابرار خواجہ سالار در جمیع علوم و فنون دستگاہ تام داشت و در ساحت کمالات رایت امتیازی فراشت حافظ کلام ملک العلام بود پیوستہ بافادہ طلبہ و ارشاد طلاب قیام می نمود خلیفہ و جانشین ستودہ نفس و آفاق مولانا سید محمد اسحاق بود (سلطان بہلول بادشاہ عصر بود۔ اوصاف حمیدہ آن خدا رسیدہ شنیدہ فرمان شوق عنوان مزین بخط خاص فرستادہ و در صحبت طرفہ اعتقاد بخدمت آنحضرت پیدا کردہ دوازدہ دہ از سرکار سہارنپور و دیوبند وقف خدمت آن جناب نمود و سلطان بہاری کہ یکے از خلفائے حضرت شیخ عبدالقدوس است در لطائف قطبی مرقوم ساختہ کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی می فرمود کہ روزی در دہلی برائے نماز جمعہ بمسجد غیاث پورہ رفتم بعد از نماز شیخ عبدالکریم قدسی انصاری سہارنپوری بالائے منبر برآمدہ بوعظ و نصائح پرداخت و ہنگام ہوا عظات راگرم ساخت دران مجلس ہفتاد کس اولیاء را کمل و اجل بودند ہمہ بقدر استعداد خود فیضہا ربودند (از مرات جہاں نما نقل نمودہ شد) منتخب مکتوبات قدوسیہ جو مولینا المفتی الحافظ الحاج مشتاق احمد صاحب محدث انبیٹھوی مدظلہ نے جمع فرماکر جو ان مکتوبات مع فضائل و کرامات حضرت قطب العالم دیے ہیں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئے جن میں اول ہی ملفوظات مصنفہ حضرت مولانا وجیہہ الدین عبدالستار صاحب انصاری سہارنپوری کے حوالے سے ایک نہایت عجیب واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور اسی میں مکتوب یازدہم و مکتوب چہل و ششم بنام حضرت مولانا موصوف و نیز مکتوبات قدوسیہ میں اول مکتوب بجانب مولانا شیخ عبدالکریم صاحب انصاری سہارنپوری جد امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ فیضان احمد عفی عنہ

جاسے دارِ بقا کو رحلت فرمائی　　فخر الاولیا　　آپ کی تاریخ وفات ہے۔ محلہ
شاہ ولایت مسجد جال والی میں مدفون ہوئے۔ ۹۰۹ھ

اور ماہ محرم میں آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ وجیہہ الدین عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ فرمایا۔ مسجد موصوف میں اپنے پدر بزرگوار کے حظیرہ میں مدفون ہوئے۔ ایک پتھر جو دروازہ شرق رویہ مسجد مذکورہ پر نصب ہے اس پر بوسیدہ عبارت بخط قدیم عربی کندہ ہے بعض الفاظ بوجہ قدیم ہونے کے گھس گئے ہیں پڑھنے میں نہیں آتے (آگے صفحہ ۳۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو)

اس اجمال کی تفصیل

اس اجمال کی تفصیل۔ متقدمین کی مورخین متقدمین میں محمد بن قاسم صاحب مصنف تاریخ فرشتہ و محمد رضا و محمد لقا سہارنپوری مصنف "مرات جہاں نما" کی تحریر میں اور متاخرین میں خصوصاً منشی محمد ذکاء اللہ صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد اپنی تاریخ میں اور منشی حبیب حسن صاحب مصنف تحفۃ الاحباب فی بیان الانساب میں ملے گی۔

سہارنپور کی موجودہ حالت

ے موجودہ حالت سہارنپور۔ اب یہ شہر نہایت پر رونق کنارہ ندی ڈھمولہ کے آباد ہے۔ بعہد سلطنت سلطان محمد عادل بن غیاث الدین تغلق شاہ ۷۲۶ھ مطابق ۱۳۲۶ء میں شاہ ہارون چشتی قدس سرہ ساکن مانک مئو نے آباد کر کے شاہ ہاروں پور نام رکھا گو پہلے زمانہ میں اس کی آبادی نہایت مختصر تھی لیکن اب یہ شہر خوب آباد ہے۔ کثرت باغات سے حوالی شہر نہایت خوشنما ہے اطراف میں ندی و انہار کے آبشار جاری ہیں ندی پاؤں ڈھوئی درمیان شہر کے روان ہے۔ اس کے عبور کیواسطے جابجا پل پختہ بنے ہوئے ہیں۔ اور اکثر گھاٹ پختہ نہایت خوبصورت بہت وسیع سرکار انگریزی اور رؤسا شہر نے بنوائے ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ کے عہد میں ایک حمام اور ایک مسجد عالی شان کنارے اس ندی کے تیار ہوئی۔ مسجد ذخیرۂ ندی کے سیدھے کرنے میں مسمار ہو گئی۔ شہر سے جانب غرب ایک تالاب خام رائے والا مشہور ہے موسم برسات میں اکثر سیلاب اس تالاب سے اوس سمت کو نقصان پہنچاتا تھا۔ گورنمنٹ انگلشیہ مسٹر کرگی صاحب نے واسطے نکاس اوس پانی کے ایک مخرج بنوا دیا کہ اوس تالاب کا پانی مخرج کی راہ ندی ڈھمولہ میں پڑتا ہے۔ اور اس مخرج کا نام کرگی کھال مشہور ہے۔ شہر سے جانب شرق ندی ڈھمولہ جاری ہے۔ غرضیکہ ہر سمت شہر کے ندیاں اور چشمے جاری ہیں پانی چاہات کا ۶ اور ۹ اور ۱۰ فٹ سے زیادہ دور نہیں۔ اور نہایت خوشگوار آب و ہوا ہے۔ پہلے بہت خراب تھی خصوصاً آخر برسات میں۔ مگر ۱۸۵۶ء سے تین تین میل کے حلقہ حوالی شہر میں زراعت دھان بند کر دی گئی۔ تب سے وہ شدت بیماری کی دفع ہوئی۔ منادر اور مساجد اور مقابر شہر میں حسب ذیل ہیں۔

مندر بشنو دہرم　مندر جین دہرم　مساجد　مقابر　امام باڑہ۔ علاوہ ان کے بہت مکانات فقرائے ہنود و خانقاہ فقرائے اسلام کی ہیں۔ جن میں سالانہ ایک دو دفع روشنی ہوتی ہے۔ عمارات کہنہ اور مشہور جن پر اکثر کندہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ شہر میں اس تفصیل سے ہیں مسجد معروف بو علی متصل بازار نخاس محلہ شاہ ولایت میں یہ مسجد ہے۔ فردوس مکانی بابر بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں حضرت مولانا شاہ عبدالستار صاحب قدس سرہ کیلئے تیار کرائی۔ اور تین گاؤں اس کے نام وقف کر دئے تھے۔ بعد عرصہ دراز مسجد موصوف خراب و ویران ہو گئی۔ آخر سلطنت شاہجہاں بادشاہ میں مولانا شیخ عبدالسبحان چشتی نے کہ ورثا حضرت مولانا شیخ عبدالستار سے تھے۔ اوس مسجد میں ساتھ جماعت فقرا کے قیام کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ ہو

حضرت مولانا حافظ خواجہ عبدالکریم صاحب قدسی انصاری سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ موصوف کی پانچوین پشت اولاد میں ایک بزرگ حضرت مولانا خواجہ شاہ عبدالصمد ثانی" گزرے ہیں یہ لال قلعہ دہلی میں موتی مسجد کی امامت پر فایز تھے۔ شاہجہاں بادشاہ ان سے بہت حسن ارادت رکھتے تھے۔

جملہ معترضہ۔ قصبہ رامپور منہاران محلہ پیپل تلے میں ایک سادات کا ممتاز گھرانہ دہتا تھا نہین ہی جو علاوہ اعزاز عہدۂ قضا کے معتمدانِ سلطانی سے بہی تہا۔ مگر مشیت الٰہی انہین صرف چند مستورا ادر بچہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱ ملاحظہ ہو) ۱۰۶۰ھ ہجری صلعم میں غضنفر خاں بارثانی فوجدار میاں دوآب کا ہوا۔ اوس نے تعمیر اس مسجد کی کراکے پتھر پر یہ اشعار کندہ کراکے نصب کیئے ۔ بہار گلشن فضل و کرم غضنفر خاں + کہ تازہ شد ز سحاب سخاش گلبن جود جہاں فروز مہ آسمانِ مجد علا + کہ گوئے نیکی ز ابنائے روزگار ربود + بنائے مسجد عالی اساس طرح انداخت + کہ آسمان بدرش خم شود برائے سجود نوشت بر ورق دہر خامۂ تاریخش + خلیل و احد سبحان بنائے کعبہ نمود + خلیل اور واحد دونوں بہائی عبدالسبحان کے تھے جس کو ماہر فن نے نہایت خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ شیخ عبدالسبحان صاحب نے ۱۰۸۶ھ میں وفات پائی۔ اونکی تاریخ یہ ہی۔ آن شیخ عبدالسبحان اب یہ مسجد بوعلی کی مشہور ہے۔ اور وہ پتھر جس پر کتبہ کندہ تہا گم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد محلہ انصاریان بعہد سلطنت شاہجہان بادشاہ کے تیار ہوئی۔ اور غالباً "ذوالفقار علی خاں" نے بنیاد ڈالی ۔ ذوالفقار آنخاں کہ باد تا ابد + ایزدش یاری دہ دولت ندیم + از خرد جستم چو تاریخش بگفت + بتکدہ مسجد شد از لطف حکیم +

قرینہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ پہلے مندر تہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جامع مسجد کہنہ بہی اسی بادشاہ کے دور سلطنت میں تیار ہوئی۔ مرزا غیث علی بیگ صاحب صوبہ دار نے علاوہ ازین سرائے اور پل بہی بنائے۔ (مسجد میں سر پیشانی یہ اشعار کندہ ہیں) ازعین عنایات حق و فضل الٰہی + در عہد شہنشاہ جہاں شاہ باقبال + در نوبتِ آفاقِ ستاں مرشدِ کامل + کامد ز خصم از دم تیغش ہمہ پامال + آن بندۂ مخلص بر د غیث علی بیگ + کو حامی حق آمدہ ماحیٔ اضلال + پیوستہ بہم ساخت سرائے و پل و مسجد + کز غایت خوبی برخ ملک چو خوش خال + تاریخ بجستم ز خرد کرد اشارت + یعنی کہ یکے غین دویم نون سوم دال + غ۔ن۔د ۱۰۵۴ھ ہجری

امام باڑہ کھالہ پار۔ اس امام باڑہ کو ۱۲۲۸ھ میں سید اصغر علی رئیس سہارنپور نے تیار کرایا۔ اور باقی ماندہ جمیعت النساء ان کی اہلیہ نے پورا کیا۔ نہایت خوبصورت اور وسیع تعمیر ہے۔

امام باڑہ محلہ انصاریاں۔ تعمیر جدید بنا ہوا ہے۔

امام باڑہ سامانیاں حکیم سید مظفر حسین صاحب نے ۲۶ محرم روز یکشنبہ ۱۲۷۸ھ میں تعمیر شروع کراکے اوسی سال میں ختم کی۔ قطعہ تاریخ تصنیف حکیم صاحب موصوف ۔ تعمیر بارگاہ امام فلک جناب + صد شکر کز عنایت حق شد بریں بنین بسالِ عمارتش چو مظفر حسین جست + ہاتف ز غیب گفت مکانِ غم حسین +

جامع مسجد جدید واقع بازار شہنشاہی۔ یہ مسجد عالی شان اہتمام مولوی عبدالرب صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن دہلی عرصہ چند سال میں تیار ہوئی۔ ساکنان شہر اور دوسرے شہروں سے چندہ جمع کر کے تعمیر مسجد میں خرچ کیا گیا۔ یہ عمارت عالی شان اور لاثانی اس شہر میں ہے۔ مینار مسجد کے نہایت بلند ہیں زیر مسجد دوکانات بہت کثرت سے ہیں جن کا معقول کرایہ آتا ہے اور مسجد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱ پر ملاحظہ ہو

قصبہ رامپور منہاران انصاری کی اولاد کا نسب

نمبر حاشیہ موجودہ قضا سہارنپور

چراغِ سحری کی طرح ٹمٹما رہے تھے۔ جائداد وغیرہ بھی خاصی تھی مگر کوئی نگراں نہ تھا۔ حضرت شاہ عبد الصمد صاحب موصوف کی یہ سسرال تھی اور یہیں ان کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد سالار ثانی کا عقد بھی ہوا تھا۔ شیخ موصوف اپنی ننہال و سسرال و نیز حضرت شیخ المشایخ بندگی شیخ ابراہیم جی رحمۃ اللہ علیہ جو موضع سیّد پورہ سے تشریف لاکر یہاں فروکش ہو گئے تھے۔ اُن کی خدمت میں عقیدت لائے اور بیعت ہو گئے۔ ان سے بھی انتہائی محبت عشقیہ تھی۔ بدیں وجہ قصبہ مذکور میں قیام فرماتے تھے۔ جب آپکے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبد الصمد موصوف پردہ فرما گئے تو حضرت شیخ محمد سالار موصوف کو اُن کی مستحقہ جگہ کے لئے شاہی طلبی ہوئی آپنے اپنی ننہال وغیرہ کے قوی عذرات پیش کئے ظلِ سبحانی چونکہ پہلے ہی سے اِن کے اور اُس گھرانے کے اوصاف سے واقف تھے۔ ان عذرات معقولہ پر رامپور منہاراں کے قیام کو دہلی پر ترجیح دیتے ہوئے پرانی خدمات کے صلہ میں پانچ مواضعات کا فرمان باضافہ خلعتِ فاخرہ و زرِ نقد و عام باریابی بارگاہِ سلطانی کا شرف بخش کر رخصت فرمایا۔

---

[1] پرگنہ قصبہ رام پور منہاران میں یہ پانچ مواضعات حضرت شیخ محمد سالار رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ موضع حسین پور و علاؤالدین پور و ابدال پور و عمری و ڈکرا اور قصبہ رام پور منہاران کی وجہ تسمیہ تحقیق یہ ہی کہ راجہ رامچندر نے اسکو آباد کیا۔ اُسکا گوت منہار تھا۔ بگڑ کر رامپور منیاران ہو گیا۔ دراصل رام پور منہاران تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ محل انصار یا حویلی کلاں کی عمارات خزانہ شاہی سی بنی ہیں۔ آبادی قصبہ میں بازار کے شروع حصہ غربی سے لیکر گوشہ مغربی و شمالی تک بیشتر حصہ جنگل تک شیخ موصوف کا تھا اور اب بھی ہی۔ کچھ حصہ رانی لاڈ کنو والے محل کے شرقی و شمالی جانب کا شیخ رکن الدین نے مہاجنوں کو کسی وجہ سے بخشدیا تھا۔ واللہ اعلم ـــ یہ مواضعات بعد ایام غدر ضبط سرکار ہو گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰ ملاحظہ ہو) کے متعلق مدرسہ اور خرچ مہمان یعنی روزانہ مسجد میں غربا مسافرون کو کھانا بھی دیا جاتا ہی۔ جو بعد نماز مغرب بآواز بلند دریافت کیا جاتا ہی۔ جس کو کھانا طلب ہو آجاوے۔ موقع مسجد کا ایسی عمدہ جگہ واقع ہوا ہی۔ کہ ندی پانون دہوئی کو جو اندر آبادی واقع ہی اوس سے بہت قربت ہی۔ بلندی صحن مسجد میں ایک حوض فوارہ دار بنایا گیا ہی۔ الغرض اس شہر کو اس مسجد نے خاص طور پر رونق بخشے۔ کمپنی باغ۔ یہ باغ بہت مشہور ہی ہزارون قسم کے اشجار پھول پھل ادویات ہر ایک قسم کی اسمین موجود ہیں۔ لگایا ہوا نواب ضابطہ خاں کا ہی فرحت بخش اسکا نام تھا۔ اس کے بعد مرہٹون کے قبضہ مین رہا۔ مرہٹون نے اس کے صرف کیواسطے چند دیہات تعلق کئے۔ اب یہ باغ مقبوضہ سرکار انگریزی ہے۔ اسمیں ایک عجائب خانہ بنایا گیا جسمین اشیاء عجیب و غریب ہیں۔

قلعہ احمد گڈھ۔ جانب شرق ندی دہولہ سے اتر کر یہ قلعہ واقع ہے نواب غلام قادر خان نے اپنے عہد حکومت مین بنوایا۔ تعمیر اسکی پختہ زمین دوز ہی۔ مرہٹوں نے اسمین ایک مندر بنوایا۔ اور واسطے پوجا کے موضع گہونہ معاف ہوا اور نام دہو گڈھ نام رکھا۔ اب موجودہ عہد مین وہ قلعہ جیل خانہ ہے۔ مندر شکست ہوا۔ اور گاؤن ضبط سرکار ہو گیا۔

جدید عمارات۔ شفاخانہ سرکاری زنانہ و مردانہ ۱۸۳۷ء میں بنا۔ اسطبل ۱۸۴۳ء اسمین گھوڑے پرورش پاتے ہین۔ سن مذکورہ میں تیار ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲ پر ملاحظہ ہو)

خواجہ محمد سالارؒ کی ننہیال متذکرہ بالا درخشان خاندان (مخسوف شدہ) کے کچھ مابقا ذرات قصبہ رام پور منہاران سے قصبہ کاندھلے اور کچھ قصبہ دیوبند میں جا چمکے۔ قصبہ رام پور مذکور میں گوڑہ والے حضرات ان ہی ذرات کی چمکارین ہیں ان میں ایک ننہیال کی نسبت ہے دوسری حضرت شیخ سالار کے صاحبزادے حضرت قاضی غلام حسین صاحب کی دامادی کی۔ اس لئے یہ حضرت شیخ کے یہاں قطعی طور سے آگئے (غلام حسین کیساتھ لفظ قاضی ہونا یہ ننہیال ہی کا شرف ہے)

حضرت شیخ محمد سالار رحمۃ اللہ علیہ کی منکوحہ اولیٰ سے ایک صاحبزادے قاضی غلام حسین اور دو صاحبزادیاں ایک بی بی عائشہ جن کا عقد پانی پت میں ہوا۔ دوسری بی بی رجا لاولد ہیں قاضی غلام حسین صاحب کی دختر مسماۃ امت العظیم اہلیہ سید وجیہہ الدین دیوبندی (گوڑہ والے ان کی اولاد ہیں) قاضی عبد الملک صاحب و حکیم محمد احمد صاحب اب ان ہی کے گوہر شرافت ہیں۔

شیخ محمد سالار کی ننہیال و سسرال رام پور میں

مشن اسکول ۱۸۶۴ء میں تیار ہوا۔ گورنمنٹ اسکول فروری ۱۸۶۴ء میں تیار ہوا۔ اس کے برابر چھوٹے کمپنی باغ میں لائبریری (کتب خانہ) تیار ہوئی۔ حوالی شہر میں باغات کثرت سے ہیں ہر قسم کا بہترین پھل و سبز ترکاری کی بکثرت پیداوار ہے۔ ماہ اپریل میں ایک قسم کا کھیرا سرد اور خوش ذائقہ صفراوی مزاج والوں کو مفید ہے افراط سے پیدا ہوتا ہے سوائے دو کانات متفرق کے درمیان شہر کے چودہ بازار ہیں۔ اہل علم بفضلہ طبقہ شرفا میں بکثرت ہیں۔ طبیب۔ شعرا۔ علما۔ حفاظ۔ ڈاکٹر۔ عہدہ قضا عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ میں شیخ محسن ایک رئیس تھے جن کے نام محلہ محسنان مشہور رہے۔ اوس زمانہ میں قاضی کبیر پسر شیخ محسن کو عہدہ قضا ملا تھا۔ بعد وفات قاضی کبیر کے ان کے بھائی کام اس عہدہ کا کرتے رہے۔ بعہد محمد شاہ بادشاہ فضل علیخاں کے نام یہ عہدہ مقرر ہوا۔ ابتک اوسی خاندان میں عہدہ قضا ہے۔ بالفعل قاضی شہر قاضی ظفر حسن صاحب نہایت متقی ہیں۔

قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے مکتوبات سے روشن ہے۔ کہ سلطان سکندر لودی و ظہیر الدین بابر و مرزا ہمایوں سلاطین دہلی و حضرت حافظ مولانا خواجہ شیخ عبد الکریم صاحب و حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ عبد الستار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایک ہی زمانہ ہے۔

ایک پتھر جو دروازہ شرقی مسجد جالوالی پر نصب ہے اوس پر یہ عبارت بخط قدیم عربی کندہ ہے مگر جس کے بعض الفاظ بوجہ قدیم ہونے کے گھس گئے ہیں اور پڑھنے میں نہیں آتے باین صورت ہیں۔

[illegible]
... ۱۰ ...
[illegible]

سمت ۱۸۴۰
چنانچہ قحط چالیس بکرماجیتی مطابق ۱۷۸۳ء ہے اور ۱۲۰ برس پہلے یعنی ۱۷۱۰ء مطابق ذی قعدہ ۱۱۲۱ھ روز تخت نشینی محمد شاہ بادشاہ دہلی میں جسکو اس ۱۳۲۵ھ تک ۱۸۵ سال ہوتے ہیں اسوقت اس بادشاہی میں امن و امان تھا۔ بارہ بھی خوب آباد تھا۔ تخمیناً ایک لاکھ مردم شماری اس شہر کی تھی۔ حدود آبادی اسوقت کی مواقعات نقشہ مدخلہ ۱۸۱۱ء دفتر سرکاری سے دیکھنی چاہیئے۔ اگرچہ آغاز تخریب سلطنت قتل فرخ سیر بادشاہ سے کہ جس کے جانشین محمد شاہ ہوئے ہو چکا تھا۔ لیکن تصادم طوائف الملوکی و آسیب مرہٹہ گردی ان ممالک پر خصوصاً ان اضلاع کے اوپر اور مختص یہاں کی مخلوق پر گذری تھی۔ اسوجہ سے مردم شماری میں بہت کچھ تخفیف ہو گئی۔

۵ سرکار سہارنپور سے باون محال موضوعہ مقرر تھے ۱۲ فیضان احمد خواجہ عفی عنہ

زوجہ ثانیہ (بی بی جمال آرا بیگم معروف رانی صاحبہ) چار پسر خواجہ علاؤالدین۔ صابر علی خاں۔ و انصاری خاں۔ و غلام لعل علی خاں۔ ہیں۔ ان میں تین اول حضرات کی سلسلہ اولاد وسیع ہے (جن میں حکما و علما و مشاخین و عہدہ داران سرکاری و منصب خطاب یافتہ باوقعت و وجاہت ہستیاں متعدد موجود ہیں) صرف چوتھے غلام علیخاں کے گھر میں ایک گوہر بے بہا بھائی محمد میاں صاحب ہیں۔

موضع علاؤالدین پور و حسین پور خود حضرت شیخ رحمت اللہ علیہ نے صاحبزادوں کے نام پر آباد کئے بکثرت عمارات بنوائیں۔ باغات لگوائے[1] سنہ ۱۱۱۱ھ میں جام فنا نوش فرماکر اپنے چھوٹے باغ میں آسودہ ہوئے (جو آبادی قصبہ سے ملحق جانب غرب واقع ہی) احاطہ مزار کے دروازہ کی پیشانی پر یہ تاریخ وفات کندہ ہی

مزار پر انوار قدوۃ الابرار بندگی حضرت خواجہ شیخ محمد سالار رح

مادہ تاریخ — مرشد آفاق محمد سالار رح — (تذکرۃ العابدین میں ہے)

حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مولانا خواجہ بندگی شیخ محمد سالار کے تربیت یافتہ و شاگرد رشید ہیں۔ چار سال کی عمر سے آپ کے پاس رہے۔ سات سال کی عمر میں قران مجید ختم کیا۔ پھر فارسی شروع ہو کر عربی میں کافیہ تک آپ ہی سے پڑھا۔ اور فیض باطنی سے معنوی روشنی حاصل کی

المختصر حضرت بندگی خواجہ شیخ محمد سالار انصاری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے خواجہ علاؤالدین ان کے خواجہ فریدالدین ان کے خواجہ محمد پناہ ان کے خواجہ فضل علی ان کے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ شاہ محمد امام علی رح آپنے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۴۸ھ میں رحلت فرمائی

قطعہ تاریخ بلسان العربی مصنفہ حضرت قاضی عبدالحق صاحب رامپوری رح

لما دخل الامام ذوالمجد	فی رحمۃ رب الصمد الاحد
قال الہاتف ان ھذہ الشیخ	فی الجنۃ خالدُ الی الابد

ان کے بڑے بیٹے حضرت شیخ المشائخ قلندر مشرب مولانا خواجہ طفیل علی شاہ صاحب طفیل رح آپنے ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۴ھ بروز پنجشنبہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور احاطہ خانقاہ حضرت سلطان جی مردان غیب شہید فی سبیل اللہ میں آسودہ ہوئے۔ خواجہ طفیل علی رامپوری آپکا مادہ تاریخ ہی آپکی تاریخ وفات کثیر ہیں منجملہ ان کے ایک لکھی جاتی ہے۔ از منشی برکت اللہ شیر خانصاحب ادیب میرٹھی ایڈیٹر اخبار ہمدرد

طفیل علی گشت واصل بحق	ز آفاق تاج کرامت برفت
پئے یادگار وفاتش ادیب	بگو قطب دنیا بجنت برفت
	۱۳۱۴ھ

[1] قصبہ رامپور منہاران خاص کی صحرائی و سکنائی جائداد جو ترکہ شیخ کے نام سے مشہور ہی یہ وہی ننہیال کا ترکہ ہی جن کا ذکر مندرجہ بالا ہے۔ مواضعات سے جواب ضبط ہو چکے ہیں جدا ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فیضان احمد عفی عنہ

ان کے صاحبزادے حضرت حبیب الاولیا زبدۃ الصلحا ابوالفیضان ناصر الاسلام مولانا مولوی شاہ محمد شفیع[۱] صاحب خواجہ ناصر ممدوح ہیں۔ ناصر رباعی ؎

نظارہ چہ میکنی گلِ رعنا را	درصورت گل ببین گلِ معنے را
ہشدار ز انقلابِ حالِ داغ	حضرہ خویش کن کستے دانا را

الشجرۃ النسبی لشیخنا مولانا محمد الشفیع خواجہ ناصر نور اللہ مرقدہ

[۱] ابوالغفران عاجز خواجہ فیضان احمد بن جامع فضل و کمال ابوالفیضان ناصر الاسلام مولانا ناصرالدین احمد المعروف بہ مولوی محمد شفیع صاحب خواجہ ناصر رامپوری ثم البریلوی بن قلندر مشرب حضرت خواجہ طفیل علی بن شیخ المشائخ حضرت خواجہ امام علی بن حضرت خواجہ فضل علی بن حضرت خواجہ محمد پناہ بن حضرت خواجہ فریدالدین بن حضرت خواجہ علاؤالدین بن حضرت خواجہ حجۃ الانصار قدوۃ الابرار بندگی خواجہ محمد سالار ثانی (جد الانصار رام پور ساکنان محل الانصار) از بلدہ سہارنپور بوجہ جاگیر والفت پیر مرشد خود بقصبہ رام پور تشرف ارزانی فرمودہ اقامت ورزید) بن حضرت خواجہ عبدالصمد ثانی بن حضرت خواجہ ابو محمد بن حضرت خواجہ شیخ بیکاری بن حضرت خواجہ عبدالصمد بن حضرت زبدہ مردان فرد حضرت خواجہ مولا عبدالکریم المتخلص بہ قدسی پسر مہین بن حجۃ الابرار حضرت خواجہ سالار پسر مہیں و (جد امجد انصار سہارنپور و داماد حضرت مولانا سید محمد اسحٰق صاحب شاہ ولایت کے ہیں) بن حضرت خواجہ فریدالدین معروف ملک فرید فریدالملک المخاطب بخطاب "ملک الشیخ" خضرخانی (امیرالسلطنت سید خضر خان رایات اعلیٰ بادشاہ دہلی کہ برادر عمزاد بود) وھوالذی توطن فی سہارنفور لکونہا فی جاگیرہ بن حضرت خواجہ نصیرالدین المعروف ملک شیخ ونصیرالملک مخاطب بخطاب "ملک الشیخ" فیروز شاہی (امیرالسلطنت فیروز شاہ باربک) صاحب صوبہ ملتان وبعدہ صوبہ گجرات بن حضرت مولانا خواجہ ضیاءالدین ہروی انصاری مخاطب بخطاب ملک مردان دولت شہر فیروز شاہی (موصوف حاکم و ناظم صوبہ ملتان امیرالسلطنت فیروز شاہ باربک غفر اسد ذنوبہ) وھوالذی قدم بلدہ ملتان من الھراۃ مع السلطان وتوطن فیہا لکونہ صوبتہا بن حضرت خواجہ محمد ظہیرالدین غازی بن حضرت خواجہ محمد مبارک بن حضرت خواجہ محمد ارشد بن حضرت خواجہ منان بن حضرت زبدۃ العلما مولانا خواجہ عبدالوہاب (واعظ و مدرس مسجد جامع ہرات) بن حضرت خواجہ نظام الملک بن حضرت خواجہ برہان الملک بن حضرت خواجہ شکوہ الملک بن حضرت خواجہ عبدالقدوس بن حضرت خواجہ مسعود بن حضرت خواجہ مبارک بن حضرت خواجہ حامد بن قطب الاقطاب شیخ الاسلام صاحب ولایت پیر تہنیہ پیر حضرت مولانا خواجہ عبداللہ انصاری الہروی المدنی ابواسمٰعیل پیر ہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بن حضرت خواجہ ابوالمنصور بن حضرت خواجہ ابوعلی بن حضرت خواجہ ابوالعباس بن حضرت خواجہ ابوالفیض بن حضرت خواجہ ابوالارشد بن حضرت خواجہ یعقوب خالد عرف خواجہ ابوایوب رحیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (با جد پیغامبر قرابت قریبہ داشت و آنحضرت روزیکہ از مکہ معظمہ بمدینہ طیبہ ہجرت نمود بخانہ او بحکم باری تعالیٰ نزول اجلال فرمود۔ آنزماں از یک قبیلہ دو خاندان بود یکی خزرج و دیگرے اوس چنانچہ حضرت خواجہ ابی ایوب مدینوی خزرجی است) بن زید بن کلب بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن عوف بن حشم بن مالک بن تجار بن عمر بن الجراح بن حارثہ العطریق بن امرالقیس التطریق بن ثعلبہ بن مازن بن ازد بن غوث بن نبت بن مالک بن زید بن گیلانی بن عبدالشمس ملقب سبا[*] بن یشجب بن یعرب بن قنحیان بن ارغو (ہود علیہ السلام) بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام علیہ السلام) بن نوح[۲] (علیہ السلام)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵)

* عبد الشمس ملقب سبا بن یشجب یمن کا سب سے پہلا بادشاہ گذرا ہے۔ اس نے ۴۸۴ سال سلطنت کی ہے اسکا اصلی نام عبد شمس تھا مگر چونکہ اس نے عرب میں غلامی کا طریقہ جاری کیا اس لئے اسکو سبا کا لقب دیا گیا۔ اور اس کی شہرت اس لقب کے ساتھ ایسی ہو گئی کہ اصلی نام گویا فراموش ہو گیا۔ [۲] ان کے تین پسر مشہور ہیں۔ سام۔ حام۔ یافث۔ سام کی اولاد عرب، مصر، یمن، اور عراق میں شائع ہوئی۔ یہ جانشین ہیں۔ حام کی اولاد ہندوستان، چین میں پھیلی۔ یافث کی اولاد ایران و ترکستان میں رہی۔ سام ابوالانبیا انکا پسر ارفخشد ہے ۱۲ فیضان احمد خواجہ عفی عنہ

قوم انصار کا لقب خواجہ زمانہ سلف سے چلا آتا ہی اور شاہان سلف نے اپنے فرامین میں بھی اسی خطاب سے ہمارے بزرگان کو مخاطب کیا ہی یہ بھی قابل نگارش ہے کہ عرب کا قاعدہ ہی کہ جو شخص کثیر الاولاد کثیر المال ہو یا عمر میں زیادہ ہو یا اولاد انبیا علیہم السلام سے ہو اوسکو از راہ بزرگی شیخ کہتے ہیں۔ چنانچہ جملہ انبیا علیہ السلام و نیز پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابتدا ئً شیخ مشہور تھے بوقت خطاب سید المرسلین بحکم خدائے تعالیٰ آپ اور اولاد سیدۃ النسار فاطمہ زہرا کے سید مشہور ہوئے بقیہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہنوز شیخ علوی مشہور عالم ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) بن مالک بن متوشلخ بن اخنوخ ادریس علیہ السلام بن بیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن ابو البشر حضرت آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین و بارک وسلم۔ اضافہ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رض کے بعض ضروری واقعات جو کتاب کے حواشی میں درج نہیں ہو سکے یہاں درج ہیں۔ آپ قسطنطنیہ میں سلطان ایوب مشہور ہیں۔ تمام سلاطین کی رسم تاجپوشی آپکے روضہ پر ادا ہوتی ہی۔ احادیث کثیرہ ان کی تعریف اور دعاؤن سے پر ہیں۔ اور بڑا شرف یہ ہے کہ خود حضور صلعم کی دادی انہیں کی تہیں۔ یہی نسبت حضور کے مکہ چھوڑنے اور مدینہ آنیکی ہی۔ انھیں کے یہاں آکر حضور مقیم ہوئے۔ مشہور صحابی ہیں۔ آپکی اولاد حضرت ابو ایوب نے دو شادیاں کیں۔ پہلا عقد حضرت ام ایوب سے ہوا وہ قیس انصاری کی صاحبزادی تہیں۔ ام ایوب کا ذکر اسماء الرجال کی کتابوں میں موجود ہی۔ دوسرا نکاح ام حسن سے ہوا۔ وہ حضرت زید بن ثابت انصاری مشہور صحابی کی صاحبزادی تہیں۔ اولاد میں سے عبد الرحمان کا نام ابن سعد صفحہ ۴۹ میں ہے۔ اور عمر کا ترجمہ اکثر کتب رجال میں ملتا ہی۔ اغانی وغیرہ میں خالد بن ابی ایوب صاحبزادے کا ذکر موجود ہے۔ عبد الرحمان ام حسن کے بطن سے پیدا ہوئے۔ بقیہ اولاد ام ایوب سے ہوگی۔

لفظ قومیت پر تبصرہ۔ گو ولایت اصالت نسب پر موقوف نہیں تاہم شرافت نسب خداوند عالم کی ایک بڑی نعمت ہے۔ (جس شخص کو یہ نعمت حاصل ہو اسکا فرض ہی کہ اس کے حقوق ادا کرے اور نسبی شرافت کیساتھ اخلاق حسنہ تقویٰ۔ حاصل کرے معاملات درست کرے جو اصلی فضائل ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو جن کو یہ فضیلت حاصل نہیں ذرا حقیر نہ سمجھے) چونکہ اہل سیر نے ان کو ہمیشہ ظاہر کیا ہی کہ الناس موتی والعلم احیاء۔ اس لئے یہاں بھی اظہار نسب سے صرف یہ مدعا ہی کہ کمالات معنوی کے سوا ناظرین کو نسب کی بزرگی بھی معلوم ہو جائے۔ ورنہ ؎ بنی آدم اعضای یکدیگر اند + کہ در آفرینش ز یک جوہر اند + وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ ترجمہ۔ یعنی۔ تم کو مختلف قومیں اور (پھران قوموں میں) مختلف خاندان بنا یا (محض اسلئے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (جسمیں بہت سی مصلحتیں ہیں نہ کہ اس لئے کہ ایک دوسرے پر فخر کرو کیونکہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہی جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے (اس کے یہ معنی ہیں) شعب جمع اور قبائل اسکی شاخیں ہیں)

؎ کبیر خان۔ واہی جاسے پوت ہی واہی جاسے موت　　ہرکو نہ بھجے سو ہر کو ہی نہیں نت موت کا موت

بلا و صف حمیدہ کے یہ بڑائی نری ٹیں ٹیں ہی مثل مشہور ہی پدرم سلطان بود ترا چہ۔ حضرت جامی فرماتے ہیں ؎

آں ناکساں کہ فخر بر اجداد میکنند　　چوں سگ باستخوان دل خود شاد میکنند

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی　　کہ درین راہ فلان ابن فلاں چیزے نیست

ویسے بجائے خود دنیا میں سب شریف ہیں۔ مگر اصلی شرافت وہی ہی جسکا اوپر ذکر آچکا۔ فیضان احمد عفی عنہ

لفظ خواجہ اور شیخ پر تبصرہ

تتمہ نسب نامہ

اولاد ابو ایوب

شیخ یا قریشی نسب

ذات پات اور شرافت کا سوال

حاشیہ نمبر ۴ بابت صفحہ الیکم خسرو ذشتر- میری والدہ محترمہ مسماۃ رحمت الٰہی مرحومہ والد بزرگوار کے حقیقی چچا حضرت منشی حبیب حسن صاحب قبلہ کی صاحبزادی تھیں۔ جن کے بطن سے دو بچہ ایک عاجز فیصان احمد المتخلص خواجہ تاریخی نام سیف الملت بتاریخ ۲ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ شب جمعہ میں ۲ بجے پیدا ہوا۔ دویم بلقیس بیگم مرحومہ تاریخی نام نیر خاتون میں پیدا ہوئی وطن میں منشی گلزار محمد مصطفےٰ صاحب ڈرافٹمین خلف مولوی محبوب احمد صاحب ۱۳۲۰ھ سے شادی ہوئی۔ ان کے بطن سے دو بچہ محمد مرتضیٰ ۱۳۴۰ھ و محمد مقتدیٰ سلمہم پیدا ہوئے اور ممدوحہ نے بعارضہ تپ کہنہ عین عنفوان شباب میں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں وفات پائی اور بیرون مسجد باغ حضرت مولانا خواجہ ناصر مدفون ہوئی۔ انا للہ الخ۔

والدہ صاحبہ ممدوحہ مغفورہ نے عالم شباب میں بعمر ۲۴ سال ۵ ماہ محرم ۱۳۱۹ھ بروز جمعہ اس جہان فانی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہا اور یمین مزار حضرت حافظ صابر علی صاحب قبلہ و حضرت خواجہ صاحب بہ خانقاہ حضرت سلطان جی مردان غیب شہید فی سبیل اللہ میں مدفون ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غرق حیا د مزار والدہ فیصان احمد تاریخ وفات ہے۔

دوسری والدہ مکرمہ مسماۃ محبوب النساء (زوجہ ثانیہ حضرت خواجہ ناصر ۱۳۱۹ھ) دختر مولوی رعایت الحق صاحب سہارنپوری کے بطن سے بھی دو بچہ ایک مسماۃ نفیس بیگم تاریخی نام سرور خاتون یکم ذی الحجہ بروز جمعہ پیدا ہوئی جن کا عقد پیرجی منشی ضمیر احمد صاحب انصاری سلمہم اللہ تعالیٰ اولاد حضرت مولانا عبدالکریم قدسی رحمۃ اللہ علیہ متصل مسجد جالا والی محلہ شاہ ولایت سہارنپور ہوا۔ اُن سے ایک بچہ شمیم احمد حیات ہی دویم صاحبزادے منشی ذی شان احمد سلمہ اکرسلہ تاریخی نام محفوظ صابر ۱۳۲۷ھ ۱۰ محرم پیدا ہوئے۔ والدہ ثانیہ مرحومہ مذکورہ نے ۱۳ دسمبر ۱۹۰۹ء بروز دوشنبہ سہارنپور رحلت فرمائی اور وہیں اپنے والد کے باغ میں مدفون ہیں۔ انا للہ الخ

حاشیہ نمبر ۵۔ احقر خواجہ فیضان احمد کی زوجہ اولیٰ۔ مسماۃ عزیزہ خاتون دختر جناب حافظ منشی نہال احمد صاحب قبلہ قصبہ رام پور منہاران کے نجیب الطرفین خاندان قاضی رکن الدین صاحب کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے علاوہ چھ لڑکیوں کے دو صاحبزادے بابو محمد احمد صاحب سب اوورسیر دوسرے بابو محفوظ احمد صاحب گارڈ ریلوے سلمہم نیک نہاد صاحب اولاد ہیں عاجز کا ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۸ء عقد نکاح ہوا ان کے (عزیزہ خاتون کے) بطن سے ایک لڑکا غفران احمد عرف چندن میاں تاریخی نام فروغ احمد ہی بتاریخ ۱۴ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۲۱ء بروز جمعہ بوقت آٹھ بجے دن کے پیدا ہوا۔ اور ایک بچی مسماۃ انیس بیگم عرف قیصر بنو تاریخی نام فضیلت بی بی بروز پنجشنبہ بوقت ۹ بجے دن کے مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء پیدا ہوئی۔ سلمہم۔

اہلیہ ممدوحہ نے ۲۰ جولائی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۰ محرم ۱۳۴۶ھ بروز چہارشنبہ بعمر ۲۳ سال یکایک داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قطعہ تاریخ وفات مصنفہ احقر خواجہ عفی عنہ

هست فیصان از غم بانوئے خویش ✣ مردہ دل افسردہ جاں اندوہ گین ✣ بود از سر تا بپا عصمت نشاں
نیک صورت نیک سیرت مہ جبین ✣ از خزان تاراج شد باغ نشاط ✣ دشتم بدرید جیب و آستین
گیرد ہر ہستی درین عالم زوال ✣ لیلی و سلمہ و عذرا ببین ✣ رفت سوئے خلد آن حور بہشت
طبتم فادخلوھا خالدین ۱۳۴۶ھ قصبہ لامپور میں پائیں مزار حضرت جدی بندگی شیخ محمد سالار مدفون ہوئیں۔

احقر کی زوجہ ثانیہ مسماۃ صحیفہ خاتون ۱۳۴۷ھ دختر نیک اختر جناب قاضی حافظ عبدالرشید صاحب مرحوم رئیس قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر سے باعانت مجیم گرامیشان عالیخاندان جناب حکیم مولوی قاضی احتشام الحق صاحب رئیس قصبہ رامپور و جناب قاضی احسان الحق صاحب و بھائی طریف احمد صاحب تھانوی ۲۷ شعبان ۱۳۴۶ھ حضرت حکیم الامت عظیم البرکت مولانا تھانوی حافظ حاجی شاہ اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہم العالی تھانوی نے نکاح پڑھا جن کے بطن سے ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۳ء نور چشمی رئیس بیگم عرف بشیرا فاطمہ تاریخی نام خورشید پیکر سلمہا بروز یکشنبہ بوقت صبح پیدا ہوئی۔ دوسری بچی مسماۃ عفیفہ خاتون تاریخی نام رحمان خاتون ۱۳۵۶ھ ۲۴ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء بروز چہارشنبہ پیدا ہوئی ✣ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب قبلہ نے مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء قصبہ تھانہ بھون میں رحلت فرمائی۔ اور اپنے باغ میں مدفون ہوئے۔

مرحومہ والدہ محترمہ

محترمہ ازواج و اولاد

چونکہ محسن کا ذکر خیر اسکا شکریہ ہے لہذا اپنے محترم بزرگ حضرت ذہنی حافظ عبدالرشید صاحب کے خاندانی حالات پر مختصراً
روشنی ڈالتا ہوا اسکو تمام کرتا ہوں ۸۵۵ھ میں ایک بزرگ شیخ محمد احسن صاحب بیس سالہ عمر میں قریہ دریں سے (جو متصل
نادسیہ جانب شمال واقعہ ہے) دوران حکومت سلطان علاؤالدین بن سلطان محمد شاہ ہندوستان میں مقام تھانیسر
تشریف لائے وہاں قاضی محمد رضا صاحب سے ملاقات کی۔ صاحب علم تھے اور خصوصاً علم جفر میں بڑی دستگاہ رکھتے پہلی ہی
ملاقات میں وہ ان کے دوست بن گئے یہانتک کہ کچھ عرصہ بعد اپنی بیوہ ہمشیرہ مساۃ راحت النساء سے ان کا عقد کر دیا۔ انکے
قیام کو ابھی یہاں تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ان کے علم و کمال کا عام شہرہ ہو گیا حتیٰ کہ سلطان بہلول لودھی تک خبر پہنچی۔ اس نے
بکمال اعزاز ان کو طلب کیا کچھ عرصہ حاضر دربار رہکر انعام و اکرام سے سرفراز ہو کر واپس ہوئے۔ ان کے چار صاحبزادے اور
پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔ شیخ محمد احسن کے بڑے بیٹے عبداللطیف و محمد قاسم و محمد عابد و محمد ابراہیم۔ نامی تھے جنہیں قاضی محمد قاسم
صاحب فاضل اجل تھے۔ جن کی مفتی روح اللہ صاحب ساکن اندری کی دختر سے مناکحت ہوئی۔ اور پھر سرہند کے ناظم
مقرر ہو گئے۔ محمد عابد اور محمد ابراہیم کی قصبہ پانی پت ضلع کرنال عبدالملک صاحب پانی پتی کی دختران سے مناکحت ہوئی۔
عبداللطیف صاحب اپنے ماموں محمد رضا صاحب مذکورالصدر کی سعی سے "تاہن" کے قاضی ہو گئے۔ اس زمانہ میں تھانہ بھون کی
قاضی محمد شفیع صاحب کا انتقال ہو گیا انکی اولاد میں باہم تقسیم ترکہ پر بہت طول کھینچ گیا۔ حتیٰ کہ ناظم سہارنپور علی مراد صاحب نے
محمد ابراہیم کو پانی پت سے بلا کر تھانہ بھون کا قاضی مقرر کر دیا۔ قاضی محمد ابراہیم صاحب پچاس سال تک عہدہ قضا پر معمور
رہکر ۹۷۲ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ الخ۔ ان کے صاحبزادے قاضی مولوی زین العابدین صاحب جو عالم فاضل تھے انکی
جگہ مسند نشین ہوئے۔ انھوں نے اپنے اہل و عیال کو بھی بلا لیا اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ان کے بعد قاضی رفیع الدین انکے
بعد قاضی محمد فاضل ان کے بعد قاضی صدرالدین ان کے بعد قاضی مولوی طیب ان کے بعد قاضی عبدالباسط عرف بدہا ان کے
بعد قاضی محمد جلال ان کے بعد قاضی محمد جمال ان کے بعد قاضی خواجہ احمد قاضی ہوئے۔ انکے تیرہ ۱۳ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں
ان کے ایک بھائی قاضی محمد ہاشم بہت افسردہ خاطر پریشان حال جنگل میں گوشہ نشینی چرا رہے تھے۔ تائید ایزدی کہ ایک بزرگ
اہل حال وہاں آ گئے۔ محمد ہاشم نے مؤدبانہ امکانی خدمت کی۔ ان بزرگ نے دعا ترقی مدارج دارین دی۔ قدرت الٰہی
قاضی خواجہ احمد کے تیرہ ۱۳ بیٹے اور پانچ بیٹیں پے در پے ان کے سامنے فوت ہو گئے۔ اور پھر خواجہ احمد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا
اور ان کی جگہ قاضی محمد ہاشم عہدہ جلیلہ قضا پر معمور ہوئے۔ ۴۷ سال تک فائز رہکر انتقال فرمایا۔ ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے
قاضی ہوئے۔ مگر یہ اُمّی محض تھے۔ ان کی شدہ شدہ خبر سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو پہنچی۔ بغرض امتحان اپنے
حضور میں اورنگ آباد طلب فرمایا۔ اور بوقت عصر خود بادشاہ نے ان سے امامت کے لئے ارشاد فرمایا۔ مگر قاضی
محمود پسر قاضی محمد ہاشم نے بوجہ معذوری انکار کیا۔ ظل سبحانی نے ان کے پول کھلنے پر فوراً انکی جگہ اپنے استادزادہ مولوی حامد
پسر شیخ علی کو عہدہ قضا پر معمور کر دیا ۱۲۸۴ھ قاضی محمود پانچ بھائی تھے جن میں تین اُمّی دو اہل علم تھے جنہیں سے ایک شیخ محمد
حج بیت اللہ کو گئے ہوئے تھے دوسرے فوت ہو گئے تھے۔ قاضی محمود کے بیٹے ابو محمد انکے مولوی نعمت اللہ انکے عبداللہ انکے
شیر علی ان کے بیٹے حافظ عبدالرشید صاحب ممدوح (انکے بڑے بھائی منشی عبداللطیف صاحب مدظلہ) حافظ صاحب
ممدوح نہایت دانشمند و سیر چشم ذکی الدماغ غریب پرور سادہ مزاج متین عوالالعزم بزرگ تھے۔ عوائل عمر میں جبکہ
جائداد (بعد انتقال والد صاحب) منشی عبداللطیف صاحب بڑے بھائی کے تصرف میں تھی خود ریاست ٹونک میں
ملازم رہے۔ پھر منشی غیور احمد صاحب تھانوی سپرنٹنڈنٹ ریاست جودھپور کی صاحبزادی مساۃ عنایت فاطمہ سے عقد ہو گیا
اور گھر پر آکر اپنی جائداد پر تصرف کیا۔ اور اپنے مزرعہ کا نام۔ "رشید گڈھ" تجویز کر کے حسن لیاقت سے اس کی

آمدنی کو چار چاند لگا دیئے۔ کہ بارہ سو روپیہ ماہوار سے بھی کچھ زیادہ قلمبند آمدنی ہونے لگی۔ متعدد حویلین عالی شان بنائیں عمدہ باغ لگایا۔ اپنے چار عقد کئے۔ اولاد میں تین لڑکے تین لڑکیاں چھوڑیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر علیگڈھ کالج وغیرہ میں کرائی۔ اپنے ہمرتبہ لوگوں میں اچھے پیمانہ پر خود اولاد کی شادیاں کیں۔ خود اپنا دوسرا عقد تھانہ بھون کی ایک نجیب الطرفین خاندان محلہ محلت میں صغرا فاطمہ سے کیا اور تیسرا ریاست رامپور کی ایک معزز خاتون مسماۃ فردوس بیگم سے کیا۔ چوتھا عقد والدہ کی فہمایش پر اپنے حقیقی ماموں کی لڑکی مسماۃ فضل الٰہی سے کیا جو لاولد ہیں۔ زوجہ اولیٰ مسماۃ عنایت فاطمہ سے مولوی سفیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل ہائی کورٹ نہایت طباع نکتہ سنج اور خوش مزاج خلیق سادہ مزاج فراخ حوصلہ ہستی ہیں سب میں بڑے ہیں۔ اور لڑکی مسماۃ ہدایت فاطمہ اہلیہ منشی محمد الیاس صاحب انسپکٹر الصا ساکن قصبہ گنگوہ کی ہیں۔ زوجہ ثانیہ مسماۃ صغرا فاطمہ کے بطن سے مولوی سعید احمد صاحب بہت سادہ مزاج اور متقی نیک نہاد ہیں علاوہ عربی کے انگریزی میں ایف۔ اے تک تعلیم پائی ہے (اسم بامسمیٰ ہیں) دوسرے مولوی حاجی ظفر احمد صاحب انجینیر نہایت قابل اور بے مثل ہستی ہیں خود اپنی مثال ہیں کہ باوجود عہدہ جلیلہ پر محکمہ جہاز بمبئی میں فائز ہونے اور کم عمر ہونیکے نہایت سچے اور پکے دیندار ہیں۔ کہ لندن میں رہے اور گوشت نہ چھوا۔ نماز و تلاوت قرآن عظیم قضا نہ ہونے دی کنبہ پرور مسکین نواز ہستی ہیں بارک اللہ فی عمرکم و اقبالکم بالصحۃ والعافیۃ۔ پیکر شرافت۔ فخر خاندان ہیں تیسری انکی ہمشیرہ مسماۃ صحیفہ خاتون اہلیہ مؤلف رسالہ ہذا خواجہ فیضان احمد انصاری رامپوری مذکورہ ہیں حصل اللہ مرادہم زوجہ ثالثہ حافظ عبدالرشید صاحب مسماۃ فردوس بیگم صاحبہ ان کے بطن سے مسماۃ زیب النساء اہلیہ ابو مسعود احمد صاحب انصاری ویسرائے کے دفتر میں عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں اور نہایت قابل اور شریف ہیں۔ افسوس زیب النسا مرحومہ نے چار بچے چھوڑ کر عین عالم شباب میں کوہ شملہ پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ عاجز نے مادہ تاریخ میں لکھا ہے

آہ زیب النساء زن مسعود + چون گل حسن و خوبی گشت بخلد + جامع صفات اسم بامسمیٰ زیب النساء تھی۔ اناللہ الخ۔ تاریخ وفات ۳ ماہ جولائی ۱۹۳۷ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ بروز جمعہ۔ تھانہ بھون کی وجہ تسمیہ۔ یہاں سر بازار ایک بھوانی کا استھان ہے اس نسبت سے نام تھانہ بھون مشہور ہوا۔ اسلامی زمانہ میں محمد پور بھی اس کا نام رکھا گیا تھا۔ قبل غدر امین پچپن ہزار کی مردم شماری تھی بعد غدر ۲۵ ہزار رہی اب کہ ۱۹۳۶ء ہے تقریباً سات ہزار ہے

نہ بر لوح نقشے بماند و لیک ۔۔۔ جزائے عمل ماند و نام نیک

قطعات دعائیہ

از مولوی محمد علی صاحب چشتی ناصری ڈھکلوی زید مجدہٗ

زمین پر سایہ تا یا رب رہے گردون گردان کا
رہے بزم جہاں میں تذکرہ سو خیر و خوبی سے
رہے تا چرخ پر جھنڈا منہ مہر درخشاں کا
شہ ناصر کے نور العین حضرت خواجہ فیضان کا

قطعہ

عمر ہوئے حضرت فیضاں کی یا رب دراز
آپکے احباب اور اہل و عیال و اقربا
دائما صحت رہے جاری رہے فیض فراز
خوش رہیں مقبول ہو میری دعا یہ کارساز

ایضاً

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و اہلبیتہ و ذریاتہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ فقیر فیضان احمد خواجہ عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۷ء عیسوی

الحمد للہ کہ آج ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء سے بہ سعی مرزا غلام مجتبیٰ بیگ صاحب حافظ نور الحسن مزار پر تعمیر کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے

اہل علم کی خدمت میں التماس ہے کہ مجھے نہ علم کا دعویٰ ہے نہ زبان دانی پر ناز اپنی استعداد کے موافق جو مضامین مناسب حال تھے لکھدئے اہل کرم اصلی مدعا پر نظر رکھیں جہاں غلطی ملاحظہ کریں اصلاح فرمائیں۔ خواجہ عفی عنہ